صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز منگل مورخہ 13 جون 2017ء بمطابق 17 رمضان المبارک 1438 ہجری بعداز دوپہر دو بجکر دس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اسکا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَٰكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ O فَتَعَٰلَى ٱللَّهُ ٱلْمَلِكُ ٱلْحَقُّ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ ٱلْعَرْشِ ٱلْكَرِيمِ O وَمَن يَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرْهَٰنَ لَهُۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦٓ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلْكَٰفِرُونَ O وَقُل رَّبِّ ٱغْفِرْ وَٱرْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ ٱلرَّٰحِمِينَ۔

(ترجمہ): کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے ؟۔ تو خدا جو سچا بادشاہ ہے (اس کی شان) اس سے اونچی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی عرش بزرگ کا مالک ہے۔ اور جو شخص خدا کے ساتھ اور معبود کو پکارتا ہے جس کی اس کے پاس کچھ بھی سند نہیں تو اس کا حساب خدا ہی کے ہاں ہوگا۔ کچھ شک نہیں کہ کافر رستگاری نہیں پائیں گے۔ اور خدا سے دعا کرو کہ میرے پروردگار مجھے بخش دے اور (مجھ پر) رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

جناب سپیکر: فنانس منسٹر، چونکہ کل فنانس منسٹر صاحب نے تقریر نہیں کی تھی تو آج میں فنانس منسٹر صاحب کو، مظفر سید صاحب! پلیز۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: یہ چھٹی کی درخواستیں ہیں، میں صرف یہ دو تین، مفتی سید جانان، سردار اورنگزیب نلوٹھا، سردار ظہور، منظور ہیں جی؟

(تحریک منظور کی گئی)

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 18-2017 پر عمومی بحث کے بعد وزیر خزانہ کی وائنڈاپ سپیچ

جناب مظفر سید (وزیر خزانہ): شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ اللہ کا شکر ہے کہ موجودہ حکومت کا پانچواں بجٹ جو کہ 07 جون 2017 کو اس معزز ایوان کے سامنے پیش کیا گیا، کامیابی سے مختلف مراحل طے کرکے اپنی منظوری کی طرف بڑھ رہا ہے۔ جناب سپیکر! یہ بجٹ ہماری مخلوط حکومت کی مشترکہ طرز حکمرانی کا عکاس ہے اور اس کا محور عوام اور صرف عوام ہیں جن کی فلاح و بہبود کیلئے حکومت نے ہر ممکن کوشش کی ہے۔ یہ بجٹ وزیر اعلیٰ جناب پرویز خان خٹک کی رہنمائی اور اراکین کابینہ کی مشاورت سے پچھلے سالوں کے تجربات کا استفادہ کرتے ہوئے تیار کیا گیا ہے جس کیلئے میں ان تمام کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! اس معزز ایوان کے اراکین نے بجٹ پر تفصیلاً بحث کی ہے جن میں سے بعض معزز اراکین نے اپنے عقل و دانش کے مطابق مختلف پہلوؤں پر تعمیری تنقید بھی کی اور مثبت تجاویز بھی دیں جو کہ جمہوریت کا حسن ہے اور حکومتی اقدامات میں اصلاح کا باعث بھی بنتی ہیں اور جمہوریت کو تقویت بھی پہنچاتی ہیں۔ اس ضمن میں تمام اراکین ایوان، بالخصوص حزب اختلاف کے تمام اراکین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس میں جناب مولانا لطف الرحمان صاحب اپوزیشن لیڈر اور جناب فخر اعظم صاحب، محترم جناب راجہ فیصل زمان صاحب، جناب محمد سلیم خان صاحب، انہوں نے جو بحث کی ہے، اس کا لب لباب اور ان کے جو پوائنٹس تھے، وہ اکٹھے معلوم ہوتے ہیں اور ان کا یہ سوال تھا کہ پچھلے سال جو صوبائی بجٹ خسارے میں تھا اور اگلے مالی سال کا بجٹ بھی خسارے کا ہے، چوبیس ارب روپے کیش بیلنس ظاہر کی گئی ہے، یہ اس بات کی وضاحت کی جائے، یہ ان کا مشترکہ نکتہ تھا تو جناب سپیکر! عام طور پہ جون کے مہینے

میں صوبائی محاصلات کی مد میں خاطر خواہ اضافہ دیکھا جاتا ہے اور وفاقی حکومت کی طرف سے وفاقی محاصل کی مد میں جون کے مہینے میں دو اقساط ملتی ہیں، بجلی کے بقایا جات اور متفرقہ رقوم کی وصولی بھی یقینی ہے،اس سے صوبائی حکومت کے کیش بیلنس پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔مزید یہ کہ یہاں پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پچھلے چار سالوں سے حکومت نے سٹیٹ بینک آف پاکستان سے کوئی اوور ڈرافٹ کی سہولت حاصل نہیں کی ہے،اسلئے اس بجٹ کو خسارے کا بجٹ کہنا درست نہیں اور یہ حکومت کا اپنا ایک پروگرام ہوتا ہے، چوبیس ارب روپے ہمارے ساتھ کیش بیلنس میں ہیں جو کہ یکم جولائی کو یا تیس جون کو اس کا ہونا لازمی ہے تو I am sure کہ یہ ہمارے ساتھ ہیں اور ان شاءاللہ ہمارا یہ سفر کامیابی سے جاری ہے۔جناب سپیکر! ایشیائی ترقیاتی بینک سے ملنے والے قرضے کے حصول اور اس میں تکنیکی دشواریوں کا انہوں نے ذکر کیا، گرانٹ اور لون کے حوالے سے انہوں نے بات کی ہے تو جناب سپیکر! کسی بھی ترقی یافتہ قوم کیلئے بہتر ٹرانسپورٹ سسٹم کا ہونا بہت ہی ضروری ہے تو اس ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے بڑھتی ہوئی آبادی کی سفری سہولیات کو مزید سہل بنانے کیلئے بی آر ٹی منصوبے کا آغاز کیا،اس منصوبے کے تحت ایشیائی ترقیاتی بینک کے ساتھ حکومت نے آسان شرائط پر قرضے کی دستاویزات پر دستخط کر دیئے ہیں اور جلد ہی وفاقی حکومت کے ذریعے سے فنڈ کی فراہمی شروع ہو جائے گی اور ان شاءاللہ یہ منصوبہ بر وقت مکمل ہو جائے گا، یعنی اس میں کوئی تکنیکی مشکلات نہیں ہوئیں، ہم نے وہ تکنیکی مشکلات پہلے سے سر کی ہیں، وہ کی ہیں۔یہ جو روڈ سیکٹر کے حوالے سے انہوں نے 10 ارب روپے میں سے Re-appropriation کر کے دوسرے سیکٹرز کو منتقل کرنے کی بات ہے، یہ ایسا نہیں ہے جناب سپیکر! رواں مالی سال میں سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کیلئے 10 ارب 79 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جو کہ نظر ثانی شدہ تخمینہ جات میں یہ بڑھ کر 26 ارب 74 کروڑ تک پہنچ گئے،اسی طرح اس مد میں 16 ارب روپے کا مزید اضافہ بھی کیا گیا تا کہ سڑکوں اور پلوں کے جاری منصوبہ جات بر وقت مکمل ہو سکیں۔یہاں اس بات کی بھی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سیکٹر سے کسی اور سیکٹر کو رقم منتقل نہیں کی گئی ہے۔جناب سپیکر! انہوں نے یہ بات بھی اٹھائی ہے مشترکہ طور پہ کہ صوبائی محصولات کے بارے میں بتائے گئے اہداف درست نظر نہیں آتے کیونکہ 49 ارب کا تخمینہ جات کے مقابلے میں 21 ارب وصولی ہوئی ہے جبکہ نظر ثانی شدہ میں یہ 32 ارب وصول

ہوئے۔اس طرح اگلے مالی سال کے تخمینہ جات 45ارب روپے مقرر کئے گئے ہیں۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 29ارب روپے کم وصول ہوں گے، یہ ان کا نقطہ نظر ہے۔جیسا کہ آپ کو علم ہے جناب سپیکر صاحب! بجٹ کے اہداف تخمینہ پر مبنی ہوتے ہیں، سال کے شروع میں تخمینہ جات کا اندازہ 49ارب روپے لگایا گیا تھا، جناب سپیکر! جس میں 12ارب روپے کمرشلائزیشن پراپرٹی اور 06ارب محکمہ جنگلات سے حاصل ہونے والے محصولات شامل تھے جو کہ رواں مالی سال نہ ہو سکے، اسی لئے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات 32ارب روپے کو محدود کیا گیا جس کی وصولی کے اہداف اگلے سال کو تخمینہ جات، ہم Realistic approach رکھتے ہیں، پچھلے سال ہمارا ہدف تھا، اس میں جو کمی آگئی اس کو نظر انداز کرتے ہوئے نہیں بلکہ اس کو ہم نے ایڈمٹ بھی کیا اور اس کا جو Real ہمارا جو پکچر تھا، اس کے مطابق ہمارے ہدف بھی ہیں اور میں Sure ہوں کہ ان شاءاللہ یہ ہم حاصل بھی کر سکیں گے، اس میں وہ کوئی نہیں ہے۔ریٹائرمنٹ اینڈ ڈیتھ کمپنسیشن گرانٹ کے بارے میں انہوں نے کہا ہے تو اسلئے میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں جناب سپیکر! کہ ایک ایکٹ میں بار بار جو ترامیم کی گئیں جس کے مطابق رولز کی اشاعت اور اس کے مطابق ملازمین کی بر وقت ادائیگی کو سہل بنانے کی وجہ سے یہ ادائیگی نہ ہو سکی۔اب ان تمام امور کو متعلقہ اداروں کی مشاورت سے طے کیا جا چکا ہے اور امید ہے کہ نئے مالی سال کی ابتدا سے یہ ادائیگی شروع ہو جائے گی، ان شاءاللہ فلور آف دی ہاؤس یہ حکومت کی کمٹمنٹ ہے کہ یہ آئندہ سال میں پوری ہو جائے گی اور انہوں نے جو Reshun Powerhouse کی بحالی، سلیم صاحب نے جو نکتہ اٹھایا تھا، اگر ان کو یاد ہو اور چترال گرم چشمہ روڈ کا مسئلہ تھا حل نہیں ہوا تو Reshun Powerhouse بحالی پہ پیڈو کی جانب سے کام شروع ہے اور گرم چشمہ روڈ کی بحالی کیلئے رواں مالی سال دس ملین روپے مختص کئے گئے ہیں اور یہاں پہ میں KPOGCL کے بارے میں اور پیڈو کے بارے میں انہوں مشترکہ جو بات اٹھائی تھی، اس کے CEOs وغیرہ کے بارے میں تو جناب سپیکر! جب ہم نے 2013 میں حکومت سنبھالی اور تیل کی پیداوار کو 30ہزار سے 54ہزار بیرل یومیہ تک جانے کا منصوبہ بنایا تو لوگوں کا شک تھا کہ یہ نہ ہو سکے گا لیکن آج اللہ کے فضل و کرم سے ہماری سرمایہ کاری دوست پالیسیوں کے تعاون سے تیل اور گیس کی پیداوار میں ہم نے بہت بڑا سنگ میل عبور کر لیا ہے، آج تیل کی یومیہ پیداوار 54 ہزار بیرل یومیہ تک پہنچ چکی ہے۔اسی طرح گیس

کی موجودہ پیداوار 443 ملین کیوبک فٹ یومیہ ہے جبکہ 2013 میں گیس کی پیداوار 330 ملین کیوبک فٹ تھی۔ جناب سپیکر! سلنڈر گیس کی یومیہ پیداوار 2013 میں دس ٹن تھی اور آج 549 ٹن تک جا پہنچی ہے تو یہ بہت بڑا ایک Improvement کیا گیا ہے اور ان شاء اللہ 2018 میں تیل کی پیداوار 60 ہزار یومیہ بیرل تک پہنچ جائے گی اور میں جناب سپیکر! سیاست سے بالاتر KPOGCL جیسے ادارے ہم سب کے ہیں اور آنے والی نسلوں کیلئے امید کی کرن ہیں اور آئیں اس سے تعاون بھی کریں، اس کی حوصلہ افزائی بھی کریں اور اس کو Encourage کریں، تو اس میں تنقید کی بجائے اس کو Encourage کریں کہ کہاں تک وہ جا پہنچ چکے ہیں؟ تو اسی لئے میں اس کو حکومت کی کامیابی سمجھتا ہوں اور سفر کو حکومت نے بڑی کامیابی کے ساتھ طے کیا۔ نلوٹھا صاحب ابھی موجود نہیں بدقسمتی سے، انہوں نے ٹیکسوں کے بارے میں بات کی ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ ٹیکس فری بجٹ نہیں ہے اور اس میں پچاس فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے اور اسی طرح سرکاری ملازمین پر ٹیکس عائد کیا گیا ہے، یہ چند نکتے انہوں نے اٹھائے ہیں تو جناب سپیکر صاحب! ترقی کے اس ترقی یافتہ دور میں آپ دیکھتے ہیں کہ ترقی کو برقرار رکھنے کیلئے ٹیکسوں کا نفاذ اور ان میں ردوبدل ایک جاری عمل ہے، اسی لئے باوجود آئندہ مالی سال کے بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا، البتہ پہلے سے موجودہ ٹیکسوں کی شرح میں اضافہ کیا گیا اور ٹیکس کا دائرہ کار بڑھایا گیا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جائیداد کی خرید و فروخت پر لاگو ٹیکس میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے، البتہ یہ جو Urban Immovable Property Tax کی شرح 2014 میں بڑھائی گئی تھی، اس میں اضافے کی تجویز ہے، جائیداد کی خرید و فروخت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ ٹیکس سالانہ Immovable Property پر ایک خاص تناسب سے وصول کیا جاتا ہے۔ اس بات کی وضاحت میں ضرور سمجھتا ہوں کہ عام آدمی پر اس کے اثرات کم سے کم پڑیں گے کیونکہ پانچ مرلے کے وہ مکانات جو کہ شہری علاقوں میں واقع ہیں اور ذاتی رہائش کے علاوہ ہیں ان پر ٹیکس محض پانچ سو روپے سالانہ اضافہ کر کے پندرہ سو روپے کرنے کی تجویز ہے جو کہ فی مکان ایک سو پچیس روپے ماہانہ بنتا ہے تو آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ ہم نے، جس کا پچاس فیصد کا واویلا کیا جاتا ہے تو یہ انتہائی کم شرح سے جو ماہانہ ایک سو پچیس روپے اس سے بنتا ہے۔ اس طرح پروفیشنل ٹیکس کی مد میں ٹیکس کا دائرہ کار بڑھانے کی تجویز ہے، مثال کے طور پر ٹیلر شاپس

جس کا چرچا بہت بڑھایا گیا ہے اور میں سی ایم صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس حوالے سے میری رہنمائی بھی کی ہے لیکن یہاں پہ صرف گاؤں میں جو ٹیلرز ہیں، ان پہ سالانہ دو ہزار کا ہے اور پانچ ہزار کا اضافہ یہ بعض کیٹیگریز میں کیا گیا ہے تو حکومت نے اور سی ایم صاحب نے یہ بات کی ہے کہ صرف قمیص شلوار جس پر کوئی ایک سو بیس ایک سو پچیس روپے، اس کا پورا مہینہ ہے تو اس ٹیکس کو جو صرف قمیص اور شلوار، تو میں اپوزیشن کا بھی مشکور ہوں، سی ایم صاحب نے بھی Realize کیا ہے تو یہ واپس لینے کی میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ صرف قمیص شلوار والے ٹیکس ٹیلر پہ جو ٹیکس ہے، جس سے ویسے ہی بے جا واویلا بنایا گیا ہے، اس کو حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کو ہم واپس لیتے ہیں۔ بالترتیب یہ جو میں نے کہا یہ ماہانہ، 167، 417 اور 35-834 روپے بنتے ہیں سرکاری ملازمین پر ٹیکس عائد کرنے کی بات کی گئی ہے، میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ سرکاری ملازمین پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ یہ ٹیکس پہلے سے موجود تھا اور اس کی شرح میں پہلے سے بھی کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے، میں مولانا صاحب کو خوش آمدید کہتا ہوں، تشریف لائے ہیں اور انہوں نے مجھے بڑا لطف ٹائم دیا تھا، انہوں نے بڑے اچھے سوالات اٹھائے تھے اور اچھے سوالات تیاری کے ساتھ انہوں نے کئے ہیں اور اس کی وضاحت آگئی اور ان شاء اللہ مولانا صاحب سے ہم یہی توقع کریں گے کہ وہ آئندہ بھی اس حوالے سے رہنمائی کریں گے۔ ہماری اقلیتی برادری کے بجٹ میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا، یہ ایک سوال پوچھا گیا ہے، یہ بات درست نہیں ہے کہ اقلیتی برادری کیلئے بجٹ میں کوئی فنڈ مختص نہیں کیا گیا ہے، آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں اقلیتی برادری کیلئے متعدد سکیمیں بھی شامل کی گئی ہیں اور اس کی تفصیل اے ڈی پی بک میں بھی موجود ہے۔ سردار حسین بابک صاحب اور محترم جناب مفتی جانان صاحب نے ایک نکتہ اٹھایا تھا کہ بجٹ سپیچ میں منسٹر نے کچھ یہ یہ چھوڑے ہیں تو یہ تو ہوتے رہے ہیں کبھی پیراگراف یا کبھی صفحے لیکن جب یہ Present ہو جاتا ہے، یہ اے Oversight ڈی پی کی جو یہ بک ہے، یہ جو رکھی گئی ہے تو کوئی پڑھتا تو نہیں ہے لیکن ہاؤس کی پراپرٹی ہے اور اسی طرح بجٹ سپیچ بھی As it is جو جو لکھا گیا ہے تو وہی آپ کی پراپرٹی ہے، اس میں اگر کوئی الفاظ ایک دو تین یا کوئی رہ گیا ہو غلطی سے تو میں معذرت خواہ ہوں لیکن دیدہ اور دانستہ طور پر کوئی الفاظ نہیں چھوڑے گئے ہیں اور این ایف سی ایوارڈ کے بارے میں سردار حسین صاحب نے آئینی خلاف ورزی اور صوبائی حکومت کو

سی سی آئی تک رسائی کرنے کی جو بات کی ہے، میں ان کا مشکور بھی ہوں اور ویسے میں بخیلی سے کوئی کام نہیں لیتا، میں اپوزیشن کا، تمام پارلیمانی لیڈرز کا، صوبائی حقوق کے بارے میں جب بھی بات آئی ہے تو انہوں نے بالکل کھل کر ہمارے ساتھ وہاں پر ڈٹے رہے ہیں، ہمارے ساتھ انہوں نے بات اٹھائی ہے تو میں ایک بار پھر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں، ان کی رہنمائی کا بھی۔ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے نئی این ایف سی ایوارڈ کے اجراء کیلئے مسلسل رابطے میں ہے بابک صاحب! اور اس کے علاوہ قانونی، ہم قانونی چارہ جوئی تک بھی ہم صلاح مشورے کر رہے ہیں کیونکہ وہ جس طرح آپ نے بات کی ہے کہ یہ آئین کی Clear violation ہے تو بالکل آپ بجا ہیں اور آپ کی بات بالکل اس حوالے سے صحیح ہے کہ ساتویں این ایف سی کے بعد انہوں نے آٹھواں این ایف سی بھی جاری رکھا اور اب ان کے نویں این ایف سی جاری رکھنے کا بھی منصوبہ ہے، اس حوالے سے میں اور میری ٹیم ہم بلوچستان بھی گئے ہیں، ہم کراچی بھی گئے ہیں، پنجاب کے لوگوں سے بھی ہمارے رابطے ہیں اور خاص کر سندھ اور بلوچستان کے فنانس منسٹر اس حوالے سے ہمارے ساتھ ایک پیج پر ہیں اور ان شاءاللہ اس حوالے سے ہم ایک سیریس اقدام کریں گے، اس میں آپ کی رہنمائی بھی ساتھ ہو گی لیکن آپ نے جو بات اٹھائی ہے، بالکل ٹھیک ہے، مرکزی حکومت کی طرف سے ہو لیکن یہ نہیں ہے کہ ہم نے اس میں کوئی تساہل سے کام لیا ہے یا ہم نے اس میں کوئی خدانہ کرے ہم نے کوئی Negligence سے کام لیا ہے، Negligence سے نہیں لیکن وائی:

ے د ویرې غږ کولې نشم د سوال یاری ده اوس به ګډه وډه شي۔

(قہقہے/تالیاں)

<u>وزیر خزانہ:</u> تو آپ سمجھتے ہیں، یہ جو ایچ ڈی ایف فنڈ سے دو ارب روپے ملنے کے Billion Tree Tsunami کو دیئے گئے اور اس حوالے سے جو آپ نے بات کی ہے، اس ضمن میں میں وضاحت کرتا چلوں کہ مذکورہ رقم بورڈ کی سفارش اور کابینہ کی منظوری سے جاری کی گئی ہے، آپ نے بات اٹھائی ہے، مزید ہمارے ایجوکیشن منسٹر عاطف خان نے بھی اپنے الفاظ میں اس کی وضاحت کی ہے لیکن جو فنڈز جاری کئے گئے ہیں، ایک معاہدے کے تحت جاری کئے گئے ہیں، جیسے محکمہ جنگلات، فارسٹ ڈیویلپمنٹ فنڈ کے تین سالوں میں بمعہ اس کے جو Codal formalities ہیں، جس کو آپ انٹرسٹ وغیرہ کہتے ہیں تو اس کے پابند ہوں گے اور وہ اسی مد میں بھی شامل ہوں گے اور اس میں استعمال کریں گے، تو یہ نہیں ہے کہ اس کو

Misuse کیا جا رہا ہے بلکہ ایک معاہدے کے مطابق، پھر بابک صاحب آپ نے تین ہزار ارب کی Throw-forward کی بات ہے اور میں آپ کو Appreciate کرتا ہوں کہ آپ نے 125 کا ذکر کیا ہے کہ جب ہم چھوڑنے والے تھے، 125 تھے تو اس کو تو Appreciate کرنا چاہیئے، لیکن یہاں یہ بات جو کہ آپ ایک سینیئر پارلیمنٹرین ہیں اور آپ کو خوب ہی اندازہ ہے تو یہ جو سی پیک کے حوالے سے یہ Throw-forward کی بات ہو رہی ہے اور ایچ ڈی ایف فنڈ کے منصوبوں کی وجہ سے جو تین ارب تک پہنچایا ہے اس سلسلے میں دراصل یہ ٹوکن ایلوکیشن کی بات ہے اور سی ایم صاحب نے اور میرے خیال میں عنایت اللہ خان صاحب نے بھی کل اپنی تقریر میں اس پہ بات کی ہے، جو چائنیز انویسٹمنٹ اور ہائیڈل ڈیویلپمنٹ فنڈ سے مکمل کئے جائیں گے۔ اسی طرح Throw-forward ویسے میں سمجھتا ہوں جو کہ ہمار جو Calculation ہے تو 567 ارب روپے صوبے کا Throw-forward ضرور ہے اور ہم کوشش کریں گے اور جس طرح ہم نے پہلے بھی کمٹمنٹ کی تھی کہ 80 پرسنٹ بجٹ جو Ongoing schemes ہیں تو ان کو دیں گے اور باقی نئی سکیموں کو ہم ڈالنے کی حوصلہ شکنی کریں گے، تو میرے خیال میں ہم اسی ہی پہ جو سی ایم صاحب نے بات کی ہے، ان شاء اللہ اس پہ ہم جاری ہیں۔ آئل اور گیس کی رائلٹی کی منصفانہ تقسیم نہیں کی گئی ہے اور پچھلے تین سالوں سے زیر التواء ہے۔ یہ بات بھی اٹھائی گئی ہے، یہ بات درست نہیں سر! کہ آئل اینڈ گیس کی رائلٹی منصفانہ نہیں، بلکہ یہ ویسے کابینہ کے منظور شدہ فارمولے کے تحت دیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت نے ان رقوم کی منصفانہ تقسیم کیلئے ایک ٹاسک فورس تشکیل دی ہے جس پر کام جاری ہے اور جہاں تک پچھلے تین سالوں کے دوران فنڈ کی منتقلی کا تعلق ہے تو اس مد میں ضلع ہنگو کو جو کہ مولانا صاحب نے بات اٹھائی تھی تو 58 کروڑ 83 لاکھ روپے جاری ہو چکے ہیں اور جہاں پہ Liability ہو، جہاں پہ ریلیز میں مشکلات ہوں تو ان شاء اللہ اس کو ہم Ensure کراتے ہیں کہ اس کو ہم جلدی ریلیز کریں گے۔ میرے بھائی محترم جعفر شاہ صاحب نے بھی ایک دو تین باتیں کی ہیں، ایک تو انہوں نے 75 پرسنٹ فنڈ کو بطور امبریلہ سکیم بلاضرورت پہ بات کی ہے اور او قاف فنڈ کو دیگر مدوں کے علاوہ مدارس کی بات کی ہے تو یہ تو خیر فیصلہ میرے خیال میں مولانا صاحب خود ہی کریں گے اور میں اس بات کو بھی Appreciate کرتا ہوں کہ بابک اور آپ ہی حکومت میں مساجد کو آپ نے فنڈ بھی دیا ہے، مدارس کو بھی

دیا ہے اور اس کو Encourage بھی کرنا چاہیئے لیکن جہاں تک اوقاف فنڈ کا تعلق ہے تو وہ اس کا اپنا ایک سٹائل ہوتا ہے، جہاں تک آپ نے میرے حلقے یا کسی دوسرے کے بارے میں جو بات کی ہے شاید آپ بھول چکے ہیں میرے نام تو وہ ہم نے وہاں Need basis پہ اگر کسی مسجد میں پانی کی ضرورت، باتھ روم، لیٹرین کی ضرورت ہو یا کمرے کی ضرورت ہو تو وہاں ہم نے دیئے As such، یہ ہم نے اوقاف فنڈ کو کسی بھی جگہ پہ استعمال نہیں کیا ہے، اس کا اپنا ایک پروگرام ہوتا ہے اور آپ نے امبریلہ سکیمز کے ذریعے جو ضلعوں میں ضرورت کی بنیاد پر متعلقہ ایم پی ایز کی مشاورت سے منصوبے کی نشاندہی کی ہے، میں اس کو ویسے بھی Appreciate کرتا ہوں، ہم سمجھتے بھی ہیں اور ہم کہتے بھی ہیں کہ امبریلہ کی بجائے اگر اسی طرح مشاورت ہو تو ان شاءاللہ یہ جو روایات ہیں جو پچھلی حکومتوں سے آرہی ہیں، ان کو Discourage کیا جارہا ہے اور ابھی اس سال امبریلہ سکیموں کو Encourage نہیں کیا گیا ہے، امبریلہ سکیمز میں نہیں رکھے گئے ہیں۔ ایسے جو پچھلی Ongoing ہیں تو ان شاءاللہ اس پہ مشاورت ہو گی آپ لوگوں کے ساتھ اور جناب عبدالستار خان صاحب نے بات کی ہے، جناب صالح محمد صاحب نے، انہوں نے بھی اپنے علاقے کی مناسبت سے بات کی ہے، ریونیو کی تقسیم فارمولہ کے مطابق ہونی چاہیئے۔ عبدالستار خان بڑے جوشیلے اور بڑے گرم جوشی میں بول رہے تھے، میں بڑی کوشش کر رہا تھا کہ اس کی بات کو میں Follow کروں لیکن جذبات اس میں زیادہ تھے لیکن کام کی باتیں اس میں تھیں تو ہم اس کو Appreciate بھی کرتے ہیں اور اضلاع کو رقوم کی منتقلی جو پی ایف سی ایوارڈ کے مطابق ہونی چاہیئے، آبادی، غربت، بنیادی ڈھانچہ میں جو فقدان ہے اور ان فگرز کے مطابق پی ایف سی اس کو Encourage بھی کرتی ہے اور جس وقت اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو آپ کو پوری تفصیل دی جائے گی ان شاءاللہ، سکیم کی تکمیل بروقت ہونی چاہیئے جس کی وجہ سے بعض میں اضافہ، بڑی اچھی بات آپ نے کی ہے، یہ اگر ہم سکیم کو دو ڈھائی تین سال، چار سال میں Maximum اگر اس کو ہم تھوڑا کریں اور اس کو کمپلیٹ کریں تو واقعی اس کی Cost میں پھر اضافہ نہیں ہوتا، تو یہ اچھی بات ہے اور حکومت نے Seriously یہ نوٹ بھی کیا ہے اور ہم اس پہ ان شاءاللہ مشاورت کریں گے کہ ہم جو Ongoing schemes ہیں، ان کو جلد مکمل کریں تاکہ پھر اس کی جو Cost ہے، اس میں اضافہ پھر نہ ہو اور صالح محمد صاحب ابھی وہ موجود تو نہیں ہیں، انہوں نے بھی لینڈ ریکارڈ کی

کمپیوٹرائزیشن کی بات ہے، اپنے کالج کی، ڈگری کالج اور بفہ تحصیل کے حوالے سے انہوں نے تین باتیں کی ہیں، جو کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ سسٹم پر ابتدائی مرحلے میں دو تحصیلوں پر کام شروع ہو چکا ہے اور جس میں پشاور کی چار میں سے ایک اور مردان کی تین میں سے ایک سروس ڈیلیوری سنٹر شامل ہے اور صالح محمد صاحب ابھی تشریف لائے تو میں اسی ہی کی بات پہ کررہا ہوں کہ آپ نے جو بات اٹھائی ہے تو حکومت نے Already اس پہ کام شروع کیا ہے اور اس پہ فیز ون اور فیز ٹو کے منصوبے جو شامل ہیں 2018 تک اور بعض ایسے ہیں کہ 2020 تک وہ مکمل ہو جائیں گے لیکن کام اس پہ ابھی حکومت نے Seriously لیا ہے اور یہ واقعی ضرورت ہے کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ کی جو آپ نے بات کی ہے۔ آپ نے ڈگری کالج کی بات کی، اے ڈی پی میں کالج کے قیام کیلئے رقم مختص کی گئی ہے جس کی تفصیل بجٹ دستاویزات میں موجود ہے تو ان شاء اللہ آپ کسی بھی وقت پھر اپنی اس بات کو سی ایم صاحب کے ساتھ اور پی اینڈ ڈی سے آپ Consult کریں تو ان شاء اللہ آپ کو رہنمائی بھی ملے گی اور آپ کی بات کی تصدیق بھی ہو جائے گی۔ تحصیل بفہ کو تحصیل درجہ کی بات آپ نے کی ہے تو محکمہ ریونیو کی طرف سے مختلف اضلاع میں تحصیل بنانے کی سمری زیر غور ہے جس میں بفہ بھی شامل ہے تو مناسب موقع پر ان شاء اللہ سمری جب Approve ہو گی تو اس میں بفہ بھی نظرانداز نہیں کیا جائے گا، واقعی وہاں ضرورت ہے، تو ہمارے چترال کے سردار حسین صاحب اور محمد علی صاحب نے بھی باتیں اٹھائی ہیں اور سردار حسین صاحب نے نئی منرل پالیسی کی بات کی ہے، انہوں نے فنڈز کی اخراجات کے طریقہ کار کو آسان بنانے کی بات کی ہے تو اس کیلئے منرل کیلئے ایک سسٹم بنایا گیا ہے اور مانیٹرنگ ایک Elevation system بھی بنایا گیا ہے اور ان شاء اللہ اس نظام کے تحت غیر قانونی معدنی کھدائی، پیداوار کی صحیح رپورٹنگ اور موجودہ نظام کی خامیوں پر کافی حد تک قابو پالیا گیا ہے اور میڈم کو بھی میں ایک کریڈٹ دیتا ہوں کیونکہ Madam take keen interest in this field تو انہوں نے اس کی پالیسی میں بڑا کام کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ اس منرل پالیسی سے ہمارے صوبے کی آمدنی میں اضافہ ہو گا اور ریونیو میں بھی اضافہ ہو گا اور لوگوں کو بھی بہت بڑا روزگار ملے گا، ابھی اس کو ہم Encourage کرتے جا رہے ہیں اور اسی طرح فنڈز اور اخراجات کا جو موجود طریقہ کار ہے خاصکر ترقیاتی کاموں کیلئے، وہ نہایت آسان ہے، KPPPRA کے ذریعے اس کو ہم ٹھیک بھی کرتے

ہیں اور ہم کوشش کرتے ہیں کہ اس میں ٹرانسپرنسی ہو اور اس میں کوئی ابہام نہ ہو، اس پر آپ کی تجویز اچھی ہے اور اس تجویز کو ہم ان شاءاللہ آگے لے کے جائیں گے۔ جناب محمد علی خان نے پسماندہ علاقوں کو بجٹ میں ترجیح دینے کی بات کی، تو میرے خیال میں تورغر جیسے پسماندہ، چترال جیسا اوپر والا سائیڈ، دیر بالا کے علاقے اور اسی طرح عام سائیڈ پہ Backward areas آپ کہیں یا اس Indicators میں جو کم ہیں، تو اس کو حکومت نے ویسے بھی توجہ دی ہے اور مجھے یقین ہے کہ حکومت ان کو ترجیح دے رہی ہے کہ پسماندہ علاقوں کی ترقی پہ بھرپور توجہ دی جائے اور پی ایف سی ایوارڈ کے فارمولے کے مطابق اور جو سی پیک کے روٹس ان علاقوں سے گزر رہے ہیں، تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم اس کو Neglect اور نظر انداز نہیں کر رہے بلکہ اس کو ہم Encourage کر رہے ہیں اور تحصیل کی سطح پر ہسپتال کی سہولت اور انہوں نے یہ اچھی بات کہی ہے، اگر ہم تحصیل کی سطح پہ ہسپتالوں کو Strengthen کریں اور ڈسٹرکٹ لیول پہ ہم ہسپتالوں کو Strengthen کریں تو پھر ایل آر ایچ، ایچ ایم سی، حیات آباد میڈیکل کمپلیکس اور کے ٹی ایچ پہ یہ Burden اور یہ پریشر نہیں ہوگا، تو یہ اچھی بات ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے کمیونٹی پولیس کی ریگولرائزیشن کی بات کی ہے، ایک فارمولے کے مطابق حکومت کی ایک سوچ ضرور ہے اور وہ سوچ یہ ہے کہ اسی سپیشل فورس کے اندر ایسے نوجوان موجود ہیں، جو Basic qualification کو پورا کرتے ہیں، تو شاید پولیس ان کا ایک ٹیسٹ لے گی، پولیس ان کی Analysis کرے گی اور جو ان Requirements کو Fulfill کریں گے تو ان شاءاللہ وہ ہم لے کر جائیں گے اور پولیس کی یہ بات بھی میں آگے لے کے جاؤں گا، پچھلے سال ہم نے ان تمام پولیس نوجوانوں کو تین سال کیلئے Extension دی ہے، 2019 تک ان کو ہم نے Extension دی ہے کیونکہ معاشرے میں ان کی بڑی Contribution ہے، تو سی ایم صاحب نے پچھلے سال یہ مہربانی کر کے اس سپیشل فورس پولیس کو تین سال کیلئے Extention دی ہے اور آئندہ ہم اس پالیسی کے مطابق Need basis کے مطابق اس کو Treat کریں گے، اس کو ڈیل کریں گے، جہاں اس سٹیج کی ضرورت ہو۔ اس طرح آمنہ سردار صاحبہ اور ضیاءاللہ بنگش صاحب نے بھی بحث میں حصہ لیا اور صاحبزادہ ثناءاللہ صاحب نے بھی بحث میں حصہ لیا، صاحبزادہ ثناءاللہ صاحب نے تو صرف تنقید ہی کی ہے، میں ان کی تنقید کا جواب نہیں دوں گا لیکن اس میں انہوں نے ہماری ہیلتھ پالیسی کو Appreciate کیا، یہ

بڑی اچھی بات ہے، انہوں نے ہماری ایجوکیشن پالیسی کو Appreciate کیا، بڑی اچھی بات ہے کہ انہوں نے یہ کیا، مجھ پہ ذاتی تنقید کی، میں ان کو ذاتی بات کا جواب نہیں دے رہا ہوں، ان کا ضمیر خود مطمئن ہے اس بات پہ کہ میں جو بات کہہ رہا ہوں، ضمیر اس کا ٹھیک ہو گا بہر حال مجھے یقین ہے ان شاء اللہ کہ جس طرح انہوں نے ہمارے ہیلتھ پالیسی اور ایجوکیشن پالیسی کی Appreciation کی، جو تجاویز دیں اور انہوں نے جو مذہبی جماعت کا نمائندہ ہونے کی بات کی، ہم جماعت اسلامی کے نمائندے ضرور ہیں لیکن ہم رولز اور ریگولیشن کے پابند ہیں، جہاں سے ڈیمانڈ آتی ہو، جس ڈیپارٹمنٹ سے ڈیمانڈ آتی ہو، انہوں نے اگر پوسٹ کی ڈیمانڈ کی، اگر امام کی پوسٹ ہو، قاری کی پوسٹ ہو اور انگلش ٹیچر کی پوسٹ ہو، Need basis پہ وہ ضرور دیں گے، ویسے ان کی یہ تجویز اچھی ہے، اچھی بات ہے کہ اگر ان بڑے بڑے کالجز میں امام کی پوسٹ ہو، اس کی ایک ڈیمانڈ آجائے فنانس کو تو فنانس اس پر پھر سوچے گی اور یہ میرے خیال میں اچھی تجویز ہے اور جہاں وہ ضرورت محسوس کرتے ہیں تو یہ ڈیمانڈ ضرور ارسال کریں تاکہ اس کا کام ہو جائے۔ اسی طرح آمنہ سردار صاحبہ نے زلزلہ کے حوالے سے بات کی، سکولوں کی بحالی کی بات کی، سکل سنٹرز کی بات کی، ہر ڈویژن کی سطح پر نابینا بچیوں کے ادارے کے قائم کرنے کی بات کی اور بہت بڑی اچھی تجاویز دی ہیں تو اے ڈی پی میں جاری شدہ جو سکیمز ہیں، ان کو اگلے مالی سال میں اکیس کروڑ روپے زلزلہ سے متاثرہ سکولوں کو دیئے گئے ہیں۔ سکل سنٹرز بڑی اچھی تجویز ہے، اس کو بھی ہم زیر غور لا رہے ہیں اور ہر ڈویژن کی سطح پر نابینا بچیوں کیلئے ادارے بھی، تو اس سے میں بالکل اتفاق کرتا ہوں اور یہ حکومت کیلئے اور ہم سب کیلئے اور یہ ان خاندانوں کیلئے بڑی اچھی ایک تجویز انہوں نے دی ہے، انہوں نے اپنا حق ادا کیا ہے اور ان شاء اللہ اس کو ہم سیریس لیں گے اور اسی طرح ضیاء اللہ بنگش صاحب نے UNHCR کے حوالے سے جو بات کی ہے، وہ ابھی موجود تو نہیں ہیں لیکن سپیکر صاحب نے اسی سلسلے میں پہلے سے ہدایات جاری کی ہیں اور جناب سپیکر صاحب! آپ کی ہدایات، آپ کی رولنگ کے مطابق ان شاء اللہ ہم Bound ہیں کہ اس کو Honour بھی کریں گے اور آپ کے حکم سے ان شاء اللہ اس کو آگے لے جائیں گے۔ سردار ظہور صاحب اور میاں ضیاء الرحمان صاحب، میاں ضیاء الرحمان صاحب میرا تو خیال نہیں تھا کہ وہ اتنی کھری کھری باتیں کریں گے لیکن انہوں نے تجاویز بھی دی ہیں اور کھری کھری باتیں بھی میٹھے میٹھے انداز میں کی ہیں۔ پی ایف سی ایوارڈ

2016-17 کے تحت ضلع مانسہرہ میں ترقیاتی کاموں کیلئے ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے، اس کے علاوہ صوبائی ترقیاتی فنڈ سے بھی ضرورت کے مطابق سکیمیں دی گئی ہیں اور ان شاء اللہ انہوں نے جو بات کی ہے، ابھی صرف اشارۃً میں نے کہا کہ پی ایس ڈی پی سے بھی اور ہماری صوبائی اے ڈی پی سے بھی اور سی پیک کے حوالے سے بھی تو مانسہرہ، ہزارہ ڈویژن پہ ان شاء اللہ ان کی بھی توجہ ہے، ہماری بھی توجہ ہے اور آپ کی تجاویز جو آئی ہیں تو وہ تجاویز نوٹ کی گئی ہیں اور ان شاء اللہ اس پہ ہم کوشش کریں گے۔ سی ایم صاحب ادھر موجود بھی ہیں۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: آرڈر، آرڈر پلیز، یہ فنانس منسٹر صاحب سپیچ کر رہے ہیں، تھوڑا اس کو سن بھی لیں، یہ آپ کے جوابات دے رہے ہیں تو Kindly please۔۔۔۔

وزیر خزانہ: آپ نے جو تنخواہ کی بات کی ہے، دس فیصد آپ نے تنخواہوں کی بات کی ہے تو میرے خیال میں سب سے پہلے تو میں یہ کہتا ہوں کہ سی ایم صاحب کو یہ پابندی لگانی چاہیئے، سی ایم صاحب! آپ ان لوگوں کو Treat نہ کریں، ڈیل نہ کریں، اس سے ہاؤس کا آرڈر خراب ہوا ہے سی ایم صاحب! سی ایم صاحب! اس سے ہاؤس اور آپ کو بھی ڈسٹرب کیا جا رہا ہے (تالیاں) میں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اس وقت سی ایم صاحب کو بھی ڈسٹرب نہ کریں، ایوان کی کارروائی کو بھی سن لیں اور میرے خیال میں سپیکر صاحب کی رولنگ یا اس پہ اشارۃً جو بات آگئی ہے تو میرے خیال میں اس کو ماننا چاہیئے۔

جناب سپیکر: آپ نے بہت اچھی تیاری کی ہے اور اس نے Notes لئے ہیں، محنت کی ہے تو Kindly آپ اس کے Response کو بھی سن لیں کہ آپ کے سوالوں کے بارے میں کیا Response ہے؟ تو مہربانی ہوگی کہ آپ تھوڑا توجہ سے سنیں۔

وزیر خزانہ: رشاد صاحب کی بات آئی ہے اور شاہین صاحبہ کی بات آئی ہے کہ دس فیصد تنخواہ میں اضافہ کم ہے، ہماری خواہش ہے کہ یہ زیادہ ہو لیکن ہمارے وسائل کم ہیں، مرکزی حکومت نے ایک گائیڈ لائن دی ہے اور ہم اس پہ سوچ بھی رہے ہیں، ہم کوشش کر رہے ہیں۔ یہاں رشاد خان نے بجٹ کی تیاری، اس کی تخمینہ جات کی صحیح تعین کی بات کی ہے تو رشاد صاحب! آئندہ مالی سال میں صوبے کو حاصل ہونے والے

کل محاصل کا جو تخمینہ 603 ارب روپے لگایا گیا ہے اور اخراجات کا بھی یہی لگایا گیا ہے اور منزل کی جو آپ نے Verbal بات کی کہ ایک فلاحی ادارہ ہونا چاہیئے، اس کی آپ نے جو بات کی ہے تو محکمہ معدنیات کا ذیلی شعبہ Commissionerate of Mines Labor Welfare، کانوں میں جو کام کرنے والے مزدور ہیں، ان کی فلاح و بہبود کیلئے فعال کردار ادا کر رہا ہے، اس سلسلے میں مزدوروں کی صحت اور صاف پانی کی فراہمی اور ان کے بچوں کی تعلیمی وظائف پر پیسے خرچ کئے جا رہے ہیں، بارہ عدد Mines Labor Welfare ڈسپنسریاں، مزدوروں کو مفت علاج اور اس کے علاوہ اس پہ بالکل کڑی نظر ہم رکھتے ہیں اور ہمیں یقین ہے ان شاء اللہ کہ جتنا بھی ہم سے ہو سکا تو ان کے بچوں کیلئے، ان کے خاندانوں کیلئے اور ان کی فوتگی کیلئے، جو معذور ہو جائیں، ان کیلئے ہر ممکن تعاون اس میں شامل ہے۔ شاہین صاحبہ نے جو خواتین کی فلاح و بہبود کیلئے بجٹ کے مناسبت سے رقم کی بات کی ہے تو صوبائی حکومت خواتین کی فلاح و بہبود کیلئے بہت سے منصوبوں پر کام کر رہی ہے جس میں خواتین کو انفارمیشن اور کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کی تربیت کیلئے بارہ ملین روپے کے منصوبے شامل کئے گئے ہیں اور مردان، صوابی میں خواتین کی یونیورسٹیاں اور کیمپسز کی قیام کیلئے پچپن ملین روپے اور اس کے علاوہ سیکنڈری جماعت کی طالبات کو ماہانہ وظیفہ وغیرہ شامل ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ "مشتے نمونہ از خروار" جس کو ہم کہتے ہیں کہ جن کی ساری سہولیات اور مجبوریاں تو دور نہیں کی جا سکتیں لیکن اس کو ہم نظر انداز بھی نہیں کرتے اور اسی طرح ایک تجویز یہ بھی آئی تھی کہ آئل اور گیس سے ملنے والی رائلٹی سے سکولوں اور ہسپتالوں کی حالت زار بہتر کی جائے، تو آئل اور گیس رائلٹی سے اضلاع کو ملنے والی دس فیصد کی رقم ایک باقاعدہ منظور شدہ پالیسی کے مطابق خرچ کی جاتی ہے جن میں تعلیم اور صحت بھی شامل ہیں اور اسی طرح افکاری صاحب نے اشعار میں جو بات کی ہے، انہوں نے بڑے اچھے انداز میں بات کی ہے اور انہوں نے ہمیں بھی متوجہ کیا ہے اور آپ لوگوں سے بھی کچھ وہ کیا ہے، تو میرے خیال میں افکاری صاحب! آپ کے جذبے کو ہم ضرور وہ کرتے ہیں اور جس طرح آپ نے شعر میں کہا ہوا ہے کہ:

ے اوو ایم کہ نہ وایم حیران پہ زړہ کښې پاتې شوم
هغه تسلسل مې د خیالونو پہ ټالونو ځانګی

تو میرے خیال میں افکاری صاحب نے بھی حق ادا کیا ہے اور توجہ بھی دلائی ہے، جہاں تک ایک بات کو میں تھوڑا سا کلیئر کرنا چاہتا ہوں، فیس بک پہ ایک بات چلی کہ سرکاری ملازمین خزانے پہ بوجھ ہیں، یہ وزیر خزانہ کی سپیچ کا حصہ ہے، تو میں اس کی وضاحت کر رہا ہوں، میرے میڈیا کے دوست موجود ہیں، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے۔ اساتذہ ہمارے قابل احترام ہیں اور ہمارے دیگر ملازمین جو صوبے میں کام کر رہے ہیں، اپنے صبح شام اس صوبے کیلئے صرف کر رہے ہیں، میں اس کو Appreciate بھی کرتا ہوں، ہم ان کے حقوق کیلئے کام بھی کر رہے ہیں اور موجودہ حکومت ان کو اپ گریڈیشن اور جس طرح میں نے ٹیچرز کی اپ گریڈیشن کی بات کی ہے اور جس طرح پولیس کی اپ گریڈیشن اور مختلف کٹیگریز کی بات کی ہے، یونین کونسل کے سیکرٹریز کے بارے میں تو سی ایم صاحب نے کھل کے بات کی ہے اور مینجمنٹ کیڈر جو اساتذہ کی ہے، ٹیچنگ کیڈر کے جو اساتذہ ہیں اور جو ٹائم سکیل کے حوالے سے بات ہے، یہ تمام ہمارے مسائل ہیں، یہ ہمارے سامنے ہیں، بجٹ سپیچ میں یہ شامل ہیں، ان کو ہم Seriously دیکھ رہے ہیں اور مجھے یقین ہے ان شاءاللہ کہ آئندہ دو تین مہینوں میں یہ مسائل ضرور حل ہوئے ہوں گے، جو این ٹی ایس کے تھرو میرٹ پہ لوگ آئے ہیں، ان کو ہم ریگولر کرنے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں، ان کو بھی مایوس نہیں ہونے دیں گے، جس طرح کل ہمارے منسٹر صاحب نے بات کی ہے تو ہم تمام ملازمین کی حوصلہ افزائی بھی کر رہے ہیں، اس بارے میں ہمارے اسمبلی ملازمین کا بھی اور سی ایم صاحب کی توجہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کے Incentive کا یا ان کا جو Honoraria ہے تو جتنا پنجاب نے کیا ہے، جتنا تینوں صوبوں نے کیا ہے تو میرے خیال میں اس کے مطابق تو ہمیں ضرور اقدامات اٹھانے چاہئیں، اس کی تفصیل مجھے معلوم نہیں ہے، وہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو معلوم ہو گی لیکن ان کو ہم مایوس نہیں ہونے دیں گے اور ہم دیگر ملازمین کے بھی مشکور ہیں، میں اپوزیشن کا، تمام دوستوں کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بجٹ سپیچ میں ڈسپلن سے کام لیا، بعد میں انہوں نے باریک بینی سے پڑھ لیا اور اب حکومت کے ساتھ یہ ایک Joint venture ہے، یہ ایک جوائنٹ منصوبہ ہے جس کو آپ نے کامیابی سے ہمکنار کرانے کی بات کی ہے، تو جناب وزیر اعلیٰ صاحب کا، اپوزیشن کی تمام جماعتوں کا اور ان ممبران کا جنہوں نے بجٹ میں حصہ لیا، میں گیلری میں موجود تمام دوستوں کا، افسران کا، فنانس ڈیپارٹمنٹ کا، پی اینڈ ڈی کا اور دیگر تمام ڈیپارٹمنٹس کا مشکور ہوں اور ہمارے

پڑوسی، جو ہماری آنکھیں ہیں اور ہماری رہنمائی کرتے ہیں، ہمارے میڈیا کے دوست، ہم ان کے مشکور بھی ہیں کہ انہوں نے قدم قدم پہ ہماری رہنمائی بھی کی، قدم قدم پہ اس کو ہائی لائٹ بھی کیا اور صوبے کی خدمت وہ کر رہے ہیں، میں آپ کا مشکور ہوں اور جناب سپیکر صاحب! ایک بار پھر میں آپ کا اور پورے ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ جی، Demands for Grant، میری ریکویسٹ ہوگی چونکہ بہت زیادہ کٹ موشنز آئی ہیں تو جو بھی بات کرنا چاہے وہ Specific اور To the point بات کرے تاکہ سب کو موقع ملے۔

سالانہ مطالبات زر برائے مالی سال 2017-18 پر بحث و رائے شماری

Mr. Speaker: 'Demands for Grant': Honourable Minister for Law! Please, Demand No. 01.

جناب امتیاز شاہد (وزیر قانون): محترم سپیکر صاحب! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو ایک ایسی رقم جو مبلغ 26 کروڑ 25 لاکھ 77 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو، ان اخراجات کے ادا کرنے کیلئے دے دی جائے جو کہ 30 جون 2018ء کو ختم ہونے والے سال کے دوران صوبائی اسمبلی کے سلسلے میں برداشت کرنا ہوں گے۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that a sum not exceeding Rs. 26 crore 25 lac 77 thousand only, may be granted to the Provincial Government to defray the charges that will come in course of payment for the year ending 30th June, 2018, in respect of Provincial Assembly.

Since no cut motion has been moved by any honourable Member on Demand No. 01, therefore, the question before the House is that the Demand No.1 may be granted. Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Demand is granted. Demand No. 02, Minister for Law, please.

وزیر قانون: محترم سپیکر صاحب! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو ایک ایسی رقم جو مبلغ 4 ارب 8 کروڑ 20 لاکھ 7 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو، ان اخراجات کے ادا کرنے کیلئے دے دی جائے جو کہ 30 جون 2018ء کو ختم ہونے والے سال کے دوران نظم و نسق عمومی کے سلسلے میں برداشت کرنا ہونگے۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that a sum not exceeding Rs. 4 Billon, 8 crore, 20 lac, 7 thousand only, may be granted to the Provincial Government to defray the charges that will come in course of payment for the year ending 30th June, 2018, in respect of General Administration. Cut motions on Demand No.2 اس میں جو معزز ممبران نے کٹ موشنز داخل کی ہیں، میں ایک ایک کا نام کہوں گا پھر وہ اپنی اپنی باری میں اپنی بات کرے۔ مسٹر محمد شیراز خان، مسٹر سردار حسین صاحب، مسٹر ضیاء اللہ آفریدی، مسٹر اعظم خان درانی، مسٹر صالح محمد، مسٹر اعزاز الملک افکاری، مسٹر فخر اعظم وزیر، مسٹر بخت بیدار صاحب، میرے خیال میں نمبر چونکہ بہت زیادہ ہیں تو ایک ایک اپنے اپنے نمبر پہ۔

(شور)

اراکین: آپ نام پکاریں۔

جناب سپیکر: جی جی، اوکے، مسٹر شیراز خان، موجود نہیں Lapse، مسٹر سردار حسین، یہ سردار حسین بابک صاحب ہیں کہ دوسرا ہے؟

جناب سردار حسین: میں ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا جی، جی جی۔

جناب سردار حسین: یہ میں ڈراپ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی جی، تھینک یو۔ ضیاء اللہ آفریدی، موجود نہیں، نہیں ہے جی؟ اعظم خان درانی، Droped۔ صالح محمد صاحب، Droped۔ مسٹر اعزاز الملک افکاری۔

جناب اعزاز الملک: کوم قوانین چې اسمبلئ پاس کړی دی، د هغې نه دې قانون سازی اوشی او عملی د شی، باقی زه Withdraw کوم۔

جناب سپیکر: جی جی۔ مسٹر فخر اعظم وزیر۔

جناب فخر اعظم وزیر: سر! میں اپنی کٹ موشن واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: مسٹر بخت بیدار۔

جناب بخت بیدار: میں بھی واپس لینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلو، وہ اعلان بھی کرتے ہیں تو کوئی وہ ایشو نہیں ہے، جب واپس کرتے ہیں تو اس کو حق ہے، یہ حق ہے اس کا۔ مسٹر سید جعفر شاہ۔

جناب جعفر شاہ: میں دو روپے کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی؟

جناب جعفر شاہ: دس روپے کا۔

جناب سپیکر: دس روپے کا؟ ماشاء اللہ، The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees two only. Mr. Qurban Ali Khan, Lapsed, Mufti Syed Janan, Lapsed, Mr. Mehmood Khan Bittani.

جناب محمود احمد خان: سپیکر صاحب! زه د پانچ سو روپو کټ موشن تحریک پیش کوم۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees five hundred only. Okay Mr. Sardar Hussain Babak.

جناب سردار حسین: زه د پینځو سوؤ روپو د کټ موشن تحریک پیش کوم۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees five hundred only. Madam Sobia Shahid.

محترمہ ثوبیہ شاہد: میں Withdraw کرتی ہوں۔

Mr. Speaker: Ji, drop. Mr. Abdul Sattar Khan.

جناب عبدالستار خان: سر! میں ایک ارب روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں On Demand No. 02۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees one billion only. Sardar Aurangzeb Nalotha, lapsed. Madam Uzma Khan, lapsed. Mian Zia-Ur-Rahman Sahib.

جناب ضیاء الرحمان: واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: صاحبزادہ ثناء اللہ۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: زه واپس اخلم۔

Mr. Speaker: Droped, Mr. Muhammad Irshad.

جناب محمد رشاد خان: میں ایک سو روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees one hundred only. Mr. Jafar Shah, please.

جناب جعفر شاہ: سپیکر صاحب، تھینک یو ویری مچ۔ یہ محکمہ انتظامیہ، ایڈمنسٹریشن کے حوالے سے ہے، اس میں جناب سپیکر صاحب! کئی آفسر ہیں، جو الاٹمنٹ ہیں گورنمنٹ ایمپلائز کی، یہ سالوں کا مسئلہ ہے، تین چار سال، پانچ سال سے اور اس میں ابھی تک بھی لوگوں نے، میں جو سمجھ چکا ہوں تو 90ء میں لوگوں نے Applications دی ہیں تو اس میں شکایتیں بھی موصول ہوتی ہیں اور اس کیلئے ابھی خاطر خواہ انہوں نے ایک ایسا نظام وضع نہیں کر پاسکے کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے، اس کا جواب دے دیں اور پھر میں۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مسٹر محمود خان بیٹنی۔

جناب محمود احمد خان: سپیکر صاحب! منسٹر صاحب ته خالی ریکویسټ کوؤ چې کوم دا کے پی هاؤس دے، نور پکښې سسټم دے، کنټرولر صاحب وائی چې مونږ پیسې دوئ ته جمع کړو، هلته دا واړه واړه کارونه وی په باتھ روم کښې، یا کمرې کښې، تاسو هم دې کے پی هاؤس ته ځئ، منسټر صاحب ته دا ریکویسټ دے چې کم از کم کنټرولر صاحب ته د دومره اختیار خو ورکړی چې هغه بیړه او یا چې دا کوم پنکھې یا اے سی یا څه خراب وی چې هغه خو کم از کم ټھیک کولے شی۔

جناب سپیکر: جی، سردار حسین بابک۔

جناب سردار حسین: شکریه سپیکر صاحب۔ جعفر شاه صاحب خو په هغې باندې خبره اوکړه زمونږ، سپیکر صاحب د ایډمنسټریشن په حواله باندې، څومره چې د دې کورونو الاټمنټ دے، د هغې په حواله باندې مختلفو وختونو کښې په اخباراتو کښې خبرونه هم راځی او چې مونږ ګورو حقیقت هم دا دے چې دا الاټمنټ مونږ نه پوهیږو چې دا د څه په بنیاد باندې کیږی، دا د میرټ په بنیاد باندې کیږی، دا د Nepotism په بنیاد باندې کیږی، د څه په بنیاد باندې؟ خو د دې خبرې لږ

وضاحت هم اوشوا و بیا ظاهره دا ده د دې حکومت اخرې بجټ دے په دې ځلورو کالو کښې بیا حکومت په دې Specific مسئله کښې څه پراګريس کړے دے ، څه پیش رفت ئے کړے دے نو مهربانی به وی۔

جناب سپیکر: مسٹر عبدالستار خان۔

جناب عبدالستار خان: سر تھینک یو۔ جناب سپیکر! یہ جنرل ایڈمنسٹریشن میں میرا بنیادی طور پر جو کٹ موشن لانے کا مقصد ہے، آپ کو علم ہے جناب سپیکر! کہ اس ہاؤس نے دوبار Unanimously ایک ریزولیوشن پاس کی ہے کہ ہمارے خیبر پختونخوا کے جو پسماندہ اضلاع ہیں، ان کے تعلیمی طبقات کی، طالبعلموں کی ایک بات کو ان ممبران اسمبلی نے اس ہاؤس میں رکھا کہ وہ ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ ہمیں ایک نیا زون دے دیں پبلک سروس کمیشن میں، چونکہ ہم Compete نہیں کر سکتے ہیں، اس وقت تورغر، بٹگرام، شانگلہ، کوہستان۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ تو اس ڈیمانڈ سے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب عبدالستار خان: جی ہے، جنرل ایڈمنسٹریشن ہے سر، پبلک سروس کمیشن اس میں آتا ہے، ہم نے تفصیل میں اس پر پہلے بھی بات کی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا۔

جناب عبدالستار خان: تو چار پسماندہ اضلاع کے لوگوں نے مطلب یہ ہماری ڈیمانڈ ہے کہ ہم زون تھری میں کبھی بھی Compete نہیں کر سکتے، ہمارا طالبعلم Competition میں نہیں آسکتا جس کی وجہ سے ہمارے سول سروسز میں اس وقت سیکشن آفیسر سے لیکر کوئی بھی اوپر تک کے لیول کا بندہ نہ پشاور میں ہے، نہ ریجن میں ہے، اسلئے دو Unanimous ہماری ریزولیوشنز ہیں، تورغر، بٹگرام، شانگلہ، کوہستان کے ممبران اسمبلی ادھر بیٹھے ہوئے ہیں، ہم سب نے پیش کی تھی، پھر میری بھی ایک قرارداد اس میں شامل ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ پبلک سروس کمیشن میں زون سکس کی Creation کریں تاکہ ہم ترقی میں اور تعلیم میں اور سول سروسز میں ہمارا بھی کوئی امیدوار اس میں حصہ لے سکیں، اب اس پر گورنمنٹ کی طرف سے جواب آنا چاہیئے جناب سپیکر! اسمبلی سے پاس کردہ قرارداد کے اگر وہ پابند ہیں، عملدرآمد کرتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے، نہیں تو میں Contest کروں گا اپنی موشن کو۔۔۔۔

جناب سپیکر: اوکے، شکریہ۔ مسٹر ضیاءالرحمان، مسٹر ضیاءالرحمان۔

میاں ضیاءالرحمان: جناب سپیکر صاحب، میرے اس محکمے سے متعلق جو تحفظات اور خدشات ہیں، وہ اپنی جگہ پر ہیں جو کہ بہت زیادہ ہیں اور سیریس بھی ہیں لیکن اس کے جو سیکرٹری ہیں، وہ بہت اچھے آدمی ہیں سید اختر حسین شاہ صاحب، انہوں نے ہمارے ساتھ کئی معاملات میں بہت زیادہ تعاون کیا ہے تو میں بس اپنی کٹوتی کی تحریک کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: مسٹر رشاد خان۔

جناب محمد رشاد خان: سپیکر صاحب! محکمہ ایڈمنسٹریشن دو بنیادی چیزیں ہیں جس کی بنا پر میں کٹوتی کی تحریک پیش کر رہا ہوں۔ سب سے پہلے جناب سپیکر! جو سرکاری ملازمین ہیں، 1990 کی بات کر رہے ہیں جعفر شاہ صاحب! 1980 سے لوگوں کی درخواستیں پڑی ہوئی ہیں، سرکاری ملازمین کی الاٹمنٹ کیلئے، وہاں سے کہا جاتا ہے کہ میرٹ ہے اور میرٹ کیا چیز ہے جناب سپیکر صاحب! پسند اور ناپسند کی بنیاد پر کسی کو نوازنے کیلئے وہ الاٹمنٹ کی جاتی ہے اور دوسرے سرکاری ملازمین خوار ہوتے رہتے ہیں، ریٹائرڈ جو افسران ہیں، وہ ابھی بھی بنگلوں پر قابض ہیں اور محکمے نے تاحال کچھ نہیں کیا۔ دوسرا یہ زون سکس کا جو معاملہ ہے، شانگلہ، کوہستان، بٹگرام، تورغر تمام اضلاع کے جو ہم ایم پی ایز ہیں، انہوں نے متفقہ طور پر یہاں پر ایک قرارداد پیش کی جو باقاعدہ طور پر منظور ہوئی، یہ ہماری ضرورت ہے سپیکر صاحب! کہ زون سکس بنایا جائے، زون تھری بہت بڑا ہے، اس میں وہ ہمیں کیا کہتے ہیں، اس پر کافی پہلے اسمبلی میں بات ہو چکی ہے کہ وہ جو ہمارا حق ہے، وہ اس میں حذف ہو رہا ہے، تو میں اس محکمہ کو ذمہ دار سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اسمبلی کی پاس کی گئی قرارداد پر تاحال عمل نہیں کیا، تو اس وجہ سے میں کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر۔

وزیر قانون: محترم سپیکر صاحب! جب سے ہماری یہ حکومت قائم ہوئی ہے، میں خصوصی طور پر سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ تمام محکموں پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں اور ان شاءاللہ کافی حد تک بہتری آرہی ہے محکموں میں، خصوصاً ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ میں، یہ کوارٹرز الاٹمنٹ کے حوالے سے اکثر بھائیوں نے ذکر کیا ہے تو اس میں بھی میں اتنا بتاتا چلوں کہ ان شاءاللہ ہماری اس پر کڑی

نظر ہے اور کسی کو بھی غیر قانونی کام کرنے نہیں دینگے اور تمام کوارٹرز کی الاٹمنٹ میرٹ کی بنیاد پر ہو رہی ہے، ہماری کوشش ہو گی کہ ہم اپنی کارکردگی میں، محکموں کی کارکردگی میں مزید بہتری لا سکیں۔ تو میری ریکویسٹ ہو گی، میرے بھائیوں سے کہ یہ اپنی کٹ موشنز واپس لیں۔

جناب سپیکر: چیف منسٹر صاحب۔

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): میں صرف رشاد خان کی بات پر جواب دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ الاٹمنٹ صحیح طریقے سے نہیں ہوتی اور اپنی مرضی سے دیئے جاتے ہیں یا تو یہ مہربانی کریں اپنے آپ کو سارے باخبر رکھا کریں، بالکل میرٹ پر کام ہو رہا ہے، میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی کوارٹر کوئی گھر میری سفارش پر، میرے وزیر کی سفارش پر کسی کے کہنے پر نہیں ہے، Already اس میں ہائی کورٹ کا Decision ہے، اس میں کوئی میرٹ سے باہر چاہے بھی تو نہیں نکل سکتا، تو یہ میں Already اس کو چیک بھی کرتا رہتا ہوں کیونکہ میرے پاس کئی لوگ آتے ہیں کہ مجھے نہیں ملا، تو یہاں پر میرے خیال میں دو تین پرسنٹ لوگوں کیلئے، سرکاری لوگوں کے گھر یا کوارٹرز موجود ہوں گے باقی 90، 95 پرسنٹ کیلئے نہیں ہیں۔ اب سب کیلئے اگر بنا دیئے جائیں، مطلب ایک دو لاکھ گھر اور کوارٹرز بنا دیئے جائیں تو مسئلہ حل ہو جائے گا، اتنا آسان کام نہیں ہے لیکن یہ میں گارنٹی دیتا ہوں کہ بالکل میرٹ پر کام ہو رہا ہے، نہ کوئی Interfere کر سکتا ہے، نہ کوئی کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی جعفر شاہ صاحب۔

جناب جعفر شاہ: میں نے تو بتا دیا جی کہ اس میں یہ ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے یہ مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہو سکا، تو اس کیلئے محکمہ کے پاس کیا تجاویز ہیں؟

جناب سپیکر: جعفر شاہ صاحب کا جو پوائنٹ تھا، اس نے جعفر شاہ صاحب کے پوائنٹ کو آپ نے ایڈریس نہیں کیا، اس نے کہا کہ اس کے اندر Facilities بڑھائی جائیں، بیٹنی صاحب اور اس نے کہا کہ ـــــ

وزیر قانون: بالکل جی، انہوں نے جو پوائنٹ Raise کیا ہے، پختونخوا ہاؤس میں میرے بھائی نے کہا، اسی طرح ہمارے دوسرے ستار خان صاحب نے جو بات کی ہے، اس حوالے سے بھی Already ایک میٹنگ ہو چکی ہے اور ہماری کوشش ہے، اگر قانون کے مطابق یہ زون بن سکتا ہے تو ان شاء اللہ یہ بھی ہم

Consider کریں گے اور ساتھ جعفر شاہ صاحب، ان شاءاللہ کوشش ہو گی ہماری اس کی تجویز ہمیشہ مثبت رہتی ہے، ہم کوشش کریں گے کہ اس کو بھی، اس پر عمل کریں۔

جناب سپیکر: جی جعفر شاہ۔

جناب جعفر شاہ: Withdrawn۔

جناب سپیکر: Withdrawn، جی بیٹنی صاحب۔

جناب محمود احمد خان: سپیکر صاحب! زه ئے هم Withdraw کوم، زه منسٹر صاحب ته دا ریکویسټ کوم چې کم از کم افسر دے، د زرو روپو اختیار خو ورکړئ کنه، یا لس زره یا لکھ روپو اختیار خو ورکړئ چې صابن اخلی، هغه به بیا چټ دلته رالیږی، کم از کم چې کوم ایمریجنسی کار وی هغه اختیار د ورکړی نو مونږ Withdraw کوؤ، چې کم از کم کنټرولر سره دومره اختیار خو وی چې لس او د لکھ روپو شے خو لګولے شی۔

جناب سپیکر: Withdraw۔ سردار حسین صاحب۔

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب! سی ایم صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں اور ہمیں ان کی موجودگی میں ان کے ڈیپارٹمنٹ سے Related جو کٹ موشنز ہیں لیکن مقصد صرف یہی ہے کہ بعض مسائل چیف ایگزیکٹیو کے سامنے لا سکیں۔ سپیکر صاحب! اس مسئلے کو جب ہم دیکھتے ہیں تو جس طرح جعفر شاہ نے بتایا، مسئلہ ایک زمانے سے چلا آ رہا ہے، تو بہر حال میں تو واپس لے رہا ہوں، وزیر اعلیٰ صاحب سامنے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن میری رائے ہے کہ اسی مسئلے کیلئے الاٹمنٹ آف ہاؤسز، یہ جو گھروں کی الاٹمنٹ ہے، اس کیلئے اگر پارلیمانی کمیٹی بنائی جائے، بالکل اسلئے تو ہم سنتے رہے ہیں کہ میرٹ پر ہو رہا ہے لیکن گراؤنڈ پر ایسا نہیں ہو رہا ہے تو میری صرف ریکویسٹ ہے، میری رائے ہے اگر بن جائے تو حکومت کیلئے بھی ایک آسانی بن جائے گی یعنی At the end of the day جو بھی بجٹ ہم نے یہاں سے پاس کرنا ہوتا ہے، وہ ہاؤس نے پاس کرنا ہوتا ہے تو میرے خیال میں ایک کمیٹی اگر بنائی جائے اور ان ساری ڈیٹیلز کو ہم دیکھ لیں تو میری صرف رائے ہے، تجویز ہے، اگر آپ اس سے ایگری کرتے ہوں تو؟

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب! آپ Withdraw کر رہے ہیں۔

جناب سردار حسین: وہ اگر ان کا کوئی جواب۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: قطعاً ہماری یہ کوشش نہیں ہے کہ ہم کسی محکمے کو بلا وجہ Defend کریں، آپ کی Proposals بالکل اچھی ہیں، اس پر ہم سوچتے ہیں، ان شاءاللہ کوشش ہو گی جس طرح آپ کہتے ہیں کہ اسی طرح ہو جائے۔ ان شاءاللہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ کمیٹی بن جائے تاکہ چیک اینڈ بیلنس ہو، پتہ بھی چلے کہ کہاں پرا گر کوئی Irregularity ہوتی ہے اس کی نشاندہی ہو سکے، ایڈمنسٹریشن کمیٹی ہے لیکن آپ اگر پارلیمانی لیڈرز کی کمیٹی کی۔۔۔۔

جناب سردار حسین: ایڈمنسٹریشن کمیٹی ہے لیکن بجٹ میں تو آج ایڈمنسٹریشن نے پاس نہیں کرنا، اسی ہاؤس نے پاس کرنا ہے تو اسی ہاؤس کی اگر کمیٹی بن جائے تو ہاؤس کو پتہ چل جائے گا میرے خیال میں۔

جناب سپیکر: یہ Basically سٹینڈنگ کمیٹی آن ایڈمنسٹریشن، یہ ہاؤس کی کمیٹی ہے اور Already وہ اس پر کام کر رہی ہے تو آپ دوسری کمیٹی بنائیں گے، اس میں سارے ایم پی ایز ہوتے ہیں۔

جناب سردار حسین: ایک منٹ، ایک منٹ، میں Insist نہیں کر رہا لیکن حکومتی طرف سے روزانہ اخبارات میں خبریں آجاتی ہیں کہ Suppose ابھی چیف منسٹر صاحب نے کہا کہ کام میرٹ پر ہو رہا ہے، تو ہم خوش ہیں، اگر ہو رہا ہے تو لاسٹ ٹائم بلین ٹریز سونامی کے حوالے سے بھی میں نے یہ مطالبہ کیا، انہوں نے چیلنج کیا کہ انٹرنیشنل ڈونرز نے سرٹیفیکیٹ دیئے ہیں تو پھر میں نے ریکویسٹ کی کہ کمیٹی بنائی جائے، وہ کمیٹی نہیں بنی، اگر یہ کام صحیح ہو رہا ہے تو میرے خیال میں پارلیمانی کمیٹی بننے میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن اگر حکومت ایگری نہیں ہے تب بھی میں انہیں واپس لے سکتا ہوں، واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ نیکسٹ، رشاد خان۔

جناب محمد رشاد خان: سپیکر صاحب! سی ایم صاحب وضاحت اوکړو، د هغې د پاخه زما په خیال هغه خبره نو راکاړل نه دی پکار خو زما په خیال باندې سپیکر صاحب، هغه وزیر اعلیٰ صاحب شانګله کښې هم په جلسه کښې تقریر کولو نو د کرپشن باره کښې وئیل چې تاسو چرته کرپشن وینئ نو موبائل باندې د هغې ویډیو جوړه کړئ او بیائے ما له راکړئ او زه به ورسره ګورم، نو یو چې څوک غلا کوی، ډاکه کوی، لوټ مار او اختیاراتو ناجائز استعمال، هغه چرته د

موبائل کیمرې مخکښې نه کوی، دا کوم دې خلقو دا درخواستونه د الاټمنټ د پاره یو لائن ولاړ دے، درخواستونو او د ثبوتونو هم امبار پراته دی خو بهرحال سی ایم صاحب په دغه ایوان کښې پخپله موجود دے نو زه خپل دا کټ موشن واپس اخلم خو د زون سکس چې منسټر صاحب خبره اوکړه، زون سکس سپیکر صاحب! دا د اسمبلئ توهین هم دے چې اسمبلئ کښې یو قرارداد پاس شوے دے او دو مره ښه په متفقه طور او محکمه تر اوسه پوره هیڅ هم نه کوی نو د هغې باره کښې زه منسټر صاحب نه به لږ یقین دهانی غواړم چې دا زون سکس زر تر زره د جوړ شی، تولې محکمې ایګری هم دی، لاء تول ډیپارټمنټس۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی Withdraw ستار خان؟ عبدالستار صاحب۔

<u>جناب عبدالستار خان</u>: سر، ہم سب کیلئے اس ہاؤس کیلئے، آپ کیلئے، ہم سب کیلئے بڑا چیلنج ہے کہ دو اسمبلی ریزولیوشنز جو Unanimous ہیں، اس پر ایڈمنسٹریشن کی طرف سے دو سال سے عمل نہیں کیا جاتا ہے اور ہمارے سی ایم صاحب بیٹھے ہیں، ہاؤس میں اگر وہ وضاحت کریں تو میں مطمئن ہو جاؤں ورنہ میں Contest کرتا ہوں اس چیز پر، کیونکہ دوسرا سال ہے ہم مسلسل ہاؤس میں لا رہے ہیں اس کو اور ہماری ایڈمنسٹریشن کی طرف سے، سر! اس میں سائٹ ورک پر اس کا کام ہوا تھا، پچھلی گورنمنٹ میں کمپلیٹ، صرف اسمبلی کی ریزولیوشن کی بات تھی دو بار، ایک اسی سال، ایک پچھلے سال اسمبلی نے اپنا Will دے دیا ہے، اب اس سے قانون آگے ہم تو نہیں سمجھتے ہیں وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ اس سے بڑا قانون کوئی بھی نہیں ہو سکتا کہ پوری اسمبلی نے دو بار ہماری اس ڈیمانڈ کو ہماری ضرورت کو سمجھا اور انہوں نے اپنا Will دے دیا ہاؤس نے، میں Contest کرونگا۔

<u>جناب سپیکر</u>: آپ Withdraw کرتے ہیں پھر؟

<u>جناب عبدالستار خان</u>: نہیں، میں Context کرتا ہوں سر۔

<u>جناب سپیکر</u>: اچھا۔

<u>جناب عبدالستار خان</u>: میں ووٹنگ چاہتا ہوں۔

(شور)

<u>جناب سپیکر</u>: جی جی، ایک منٹ، ایک منٹ، آپ Withdraw کرتے ہیں کہ نہیں؟

جناب سلیم خان: سر، سی ایم صاحب جواب دے دیں نا۔

(شور)

جناب سپیکر: اچھا، چیف منسٹر صاحب۔

جناب وزیر اعلیٰ: بڑی سمپل سی بات ہے اگر جواب نہیں دیا یا نہیں دے رہا مجھے نہیں وجہ پتہ کہ کیوں نہیں دے رہا لیکن جواب تو دینا چاہیئے۔ اگر کوئی جواب ہو اور اگر پھر طریقہ کار یہ ہے کہ اگر کوئی واپس نہیں لیتا پھر اس کے بعد ووٹنگ ہوتی ہے اور تو کوئی طریقہ نہیں، مطلب باقی بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اوکے۔

(شور)

جناب وزیر اعلیٰ: اچھا، مجھے سوال، محمد علی شاہ! (قطع کلامی) تہ پریبدہ، پریبدہ۔

Mr. Speaker: Shah Farman, Shah Farman, please sit down, please sit down, you please sit down.

جناب وزیر اعلیٰ: اچھا میں جواب دے دیتا ہوں۔ سوال کیا تھا؟ میں تھوڑا۔۔۔۔

جناب سپیکر: مسئلہ یہ ہے کہ زون سکس کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔

جناب عبدالستار خان: یہ ہمارا مطالبہ اسمبلی نے زون سکس بٹگرام، شانگلہ، تورغر، کوہستان، ایک کونسا ہے؟ یہی پانچ اضلاع ہیں، اس پہ اسمبلی نے ریزولیوشن پاس کی ہے Unanimously دو بار، اب جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد میں ہم نے کٹ موشن لائی ہے، کیا ہمیں Commitment نہیں دی گئی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا، زون سکس۔۔۔۔

جناب وزیر اعلیٰ: زون سکس؟

جناب سپیکر: جی۔

جناب وزیر اعلیٰ: ایک منٹ، ایک منٹ، میرے خیال میں شاہ فرمان کو یا ہمیں تھوڑی سمجھ نہیں آئی، بری بات نہیں ہے، اچھی بات ہے، پسماندہ علاقہ ہے، میرے خیال میں میں سب کو ریکویسٹ کرتا ہوں کہ ہم کرتے ہیں، کوئی مسئلہ نہیں، کوئی مسئلہ نہیں کرنے دیں گے۔

(تالیاں)

Mr. Speaker: Okay ji, withdrawn?

Mr. Abdul Sattar Khan: Withdrawn.

Mr. Speaker: Okay. Since all the honourable Members have withdrawn their cut motions on Demand No. 2, therefore, the question before the House is that Demand No. 2 may be granted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Demand is granted. Demand No 3, honourable Minister for Finance, Minister Finance, please.

جناب مظفر سید(وزیر خزانہ): شکریہ جناب سپیکر صاحب! میں تحریک پیش کرتاہوں کہ صوبائی حکومت کو ایک ایسی رقم جو مبلغ ایک ارب 34 کروڑ 10 لاکھ 94 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو، ان اخراجات کے ادا کرنے کیلئے دے دی جائے جو کہ 30 جون 2018ء کو ختم ہونے والے سال کے دوران خزانہ، خزانہ جات اور لوکل فنڈ آڈٹ کے سلسلے میں برداشت کرنا ہونگے۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that a sum not exceeding Rs. one billon, 34 crore, 10 lac, 94 thousand only, may be granted to the Provincial Government to defray the charges that will come in course of payment for the year ending 30th June, 2018, in respect of Finance, Treasuries and Local Fund Audit.

Cut motions on Demand No.3: Syed Muhammad Ali Shah.

سید محمد علی شاہ: سر، زہ پانچ ہزار روپو کټ موشن پیش کوم په ډیمانډ نمبر 3 باندې۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees five thousand only. Mr. Muhammad Sheeraz.

جناب محمد شیراز: جناب سپیکر! میں دو کروڑ کی کٹ موشن پیش کرتاہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees two crore only. Mr. Sadar Hussain Sahib.

جناب سردار حسین: سو روپے کی کٹ موشن پیش کرتاہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees hundred only. Mr. Ziaullah Afridi.

جناب ضیاءاللہ آفریدی: میں پچاس ہزار روپے کی کٹوتی پیش کرتاہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees fifty thousand only. Mr. Saleem Khan.

جناب سلیم خان: میں ایک لاکھ روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees one lac. Mr. Saleh Muhammad Khan Sawati.

جناب صالح محمد: میں دس لاکھ روپے کی کٹوتی پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees ten lac only. Mr. Aizaz-ul-Mulk Afkari.

جناب اعزاز الملک: میں واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: Withdrawn۔ مسٹر فخر اعظم وزیر۔

جناب فخر اعظم وزیر: جناب میں سات روپے کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees seven only. Mr. Shah Hussain Khan Allai.

جناب شاہ حسین خان: میں گیارہ روپے کی کٹوتی پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees eleven only. Mr. Syed Jafar Shah.

جناب جعفر شاہ: میں ایک روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by one rupee only. Mr. Qurban Ali Khan.

جناب قربان علی خان: زہ Withdraw کیرمہ جی۔

جناب سپیکر: .Withdrawn۔ مفتی سید جانان، Lapsed۔ مسٹر محمود خان بیٹنی۔

جناب محمود احمد خان: چار سو روپے کی کٹ موشن کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees four hundred only. Mr. Sardar Hussain Babak.

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! میں ایک ہزار روپے کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees one thousand only. Madam Sobia Shahid.

محترمہ ثوبیہ شاہد: میں نو ہزار نو سو ننانوے روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتی ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees nine thousand nine hundred ninty nine only. Mr. Abdul Sattar Khan, Mr. Abdul Sattar Sahib.

جناب عبدالستار خان: سر ایک کروڑ روپے کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees one crore only. Mr. Sardar Aurangzeb Nalotha.

سردار اورنگزیب نلوٹھا: میں تین کروڑ روپے کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees three crore only. Madam Uzma Khan, Uzma Khan.

محترمہ عظمیٰ خان: میں پندرہ سو روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتی ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees fifteen hundred only. Madam Najma Shaheen.

محترمہ نجمہ شاہین: میں دو سو روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتی ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees two hundred only. ماشاءاللہ، Mian Zia-ur-Rehman Khan, Uzma Khan.

میاں ضیاءالرحمان: محترم سپیکر صاحب! میں ایک ہزار روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees one thousand only. Mr. Sahibzada Sanaullah Sahib.

صاحبزادہ ثناءاللہ: میں کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کتنی؟

صاحبزادہ ثناءاللہ: یہ دس روپے کا۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees ten only. Mr. Rashad Khan.

جناب محمد رشاد خان: سپیکر صاحب! میں ایک ہزار روپے کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees one thousand only. Syed Muhammad Ali Shah Bacha.

سید محمد علی شاہ: ډیره مهربانی جناب سپیکر صاحب۔ زما په خیال سپیکر صاحب! هغه منسټر صاحب پخپله مطمئن نه دے د خپلې کارکردګئ نه، ډېره ئے وهلې ده، بنه په آرام ناست دے جی۔ تقریباً زما په خیال دا دوه درې کاله کېږي د فنانس چې کوم کارکردګی ده په هر لحاظ سره جی د پوسټونو د Sanction حوالې سره یا د ریلیزز چې څومره کیږی، د اے ډی پی سکیم ریلیزز څومره زما په خیال په دې تیر دوه درې کالو کېږي به ترې منسټر صاحب پخپله مطمئن نه وی۔ نن د Post sanction جناب سپیکر صاحب! یو میکنزم پکار دے چې فنانس جوړ کړی، بلډنګ اود ریږی، سکول جوړ شی او صرف د پوسټ سینکشن د پاره هغه کیس په فنانس کېږي درې کاله، دوه کاله، شپږ میاشتې پروت وی، یو ډیپارټمنټ ئے بل ډیپارټمنټ ته لیږی، بل ډیپارټمنټ ئے بل ډیپارټمنټ ته لیږی، زما دا یو تجویز دے چې پکار ده چې دا داسې یو میکنزم جوړ کړی چې پچاس پرسنټ بلډنګ یا یو سټرکچر اورسی، د هغې نه پس د بیا ډیپارټمنټ رالیږی فنانس ته د پوسټ سینکشن د پاره نو هغه پوسټ، هغه دغه چې کله دغه کیږی نو بلډنګ به تیار شوے وی او پوسټ سینکشن به مونږ ته په آسانه جناب سپیکر صاحب! ملاویږی۔ دویمه خبره سپیکر صاحب! فنانس چې کوم تیر کال اے ډی پی ریلیزز روډونه هم داسې کهلاؤ پراته دی، Structure work په یو ځاې کېږي شته یو ځاې کېږي نه دے جوړ شوے، بل ځائې کېږي بلیک ټاپ شوے دے، په یو ځاې کېږي نه دے شوے نو کم از کم زما دا ریکویسټ دے د فنانس ډیپارټمنټ نه سپیشلی په روډونو سائیډ کېږي جی چې کوم ځائې کېږي روډونه د تیر درې کالو نه، څلورو کالو نه راروان دی نو هغه د کم از کم زمونږ د پاره د هر ډسټرکټ د پاره خپل شیئر کېږي چې کوم ریلیزز دی هغه د اوکړی۔ سپیکر صاحب! دریمه خبره اے ډی پی سکیم،، دا کوم Current ADP schemes چې کوم دی، دیکېږي ایم پی ایز د پاره چې کومې پیسې مختص شوی دی، هغه خو روډز کېږي، واټر سپلائی سکیمز کېږي په Sanitation کېږي هغه خو Tendering process دے۔ ټینډر اولیږی لړې پیسې Allocate شی۔ هغه پخپله یو پراسیس لاندې تیریږی خو

دیکبنې کم از کم د هر ایم پی اے کروړونو روپۍ جناب سپیکر صاحب! الیکټریفیکیشن سائیډ ته وی، الیکټریفیکیشن ته د هر ایم پی اے پیسې دغه شوی دی نو واپډا کبنې د ټینډرنګ پراسیس نشته، اوس فرض کړه دا یو سکیم دے Electrification work and repair of transformer دا دا د ډسټرکټ فلانکې Cost دے 30 ملین، هغې ته Allocation شوے دے تین ملین جی، نو واپډا دا چرته هم نه کوی چې یره 30 ملین سکیم دے او هغه تین ملین ته Allocation اوکړی، نو یا خو به 30 ملین غونډې ورکوی او یا به ورله د تین ملین هغه پیسې دلته کار کوی، نو زما د فنانس منسټر نه دا هم یو ریکویسټ دے چې کم از کم په الیکټریفیکیشن کبنې چې څومره Allocation شوے دے، څومره بجټ پیسې ایښودلې شوی دی چې د هغې په جولائی کبنې 100 percent releases اوکړی، کم از کم د واپډې په سائیډ کبنې۔ بل جناب سپیکر صاحب! منسټر صاحب او د سی ایم صاحب چې کوم One percent share دے او Two percent share دے Total ADP کبنې، د دوئ په Discretion باندې لګی نو دغه هم ورته یو ریکویسټ کومه چې هغه کم از کم هسې نه چې سی ایم صاحب ئے غونډه مردان، نوښار کبنې اولګوی او فنانس منسټر ئے غونډه په دیر کبنې اولګوی، دا په Need basis باندې ده او Total Discretion دے One percent او Two percent نو زما خپل دا ریکویسټ دے چې کم از کم په Need basis باندې چې کوم ځائې کبنې ضرورت وی نو هغه ځائې کبنې هغه پیسې اولګوی۔ ډیره مهربانی۔

<u>جناب سپیکر</u>: *مسٹر محمد شیراز۔*

<u>*جناب محمد شیراز:*</u> شکریه جی۔ جناب سپیکر صاحب! څنګه محمد علی شاه صاحب اووئیل دغه شان زه هم د فنانس نه مطمئن نه یمه چې د فنانس کارکردګی چې ده، هغه بالکل داسې ده چې سی ایم صاحب هر یو ځائې کبنې دغه وائی چې مونږ په څلور کالونو کبنې دې ادارو کبنې بهتری راوسته، مونږ خو په یو ځائې کبنې بهتری نه ده لیدلې چې صرف وړومبې فنانس کبنې ئے بهتری راوستې وے نو هم به لکه مونږ وئیل چې یره بهتری راغلې ده، نو په څلورو کالو کبنې خو مونږ څه نه دی لیدلی، اخری کال دے اسمبلۍ ته۔ منسټر صاحب حالانکه زما ډیر

ملگرے هم دے ، دغه دے که ما له دے یقین دهانی راکوی چې اخری کال کښې به دغه شان Cheating به نه کیږی چې صرف نوښار یا د صوابئ خبره نه ده سر! دیکښې خو زیاتې دا دے چې لکه دلته یا دیږی صوابئ، یا دیږی نوښار او دیر یا دیږی، حالانکه هغه شان دې نه که صوابئ که څی نو هم صرف پی کے 35 ته څی پی کے 32 ته څی، پی کے 33 ته څی نو دغه شان په نوښار کښې نورې حلقې هم شته ګورئ هغوی ته هغه فنډ یا ریلیز نه کیږی، نو ما له د هغې مطابق یقین دهانی راکوی نو ښه په ښه، ګنی نو زه۔۔۔۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: مسٹر سردار حسین صاحب۔

جناب سردار حسین: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے دو سوالات کرتا ہوں، یہ سو روپے کی کٹ موشن ہے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ ہم این ایف سی ایوارڈ کے اندر انصاف چاہتے ہیں، کہتے ہیں کہ این ایف سی میں انصاف ہو اور میں کہتا ہوں پی ایف سی کے متعلق ان کا کیا خیال ہے کہ پراونشل فنانس کمیشن نے جو فارمولا طے کیا ہے، کیا انہوں نے ڈسٹری بیوشن اس کے مطابق کی ہے؟ اور میرا دوسرا سوال یہ ہے جس میں میں ڈویژن چاہتا ہوں، مجھے پتہ ہے کہ یہاں پہ ٹریژری بنچز کی تعداد بہت زیادہ ہے، محترم وزیر خزانہ صاحب کو یہ بجٹ نہیں پیش کرنا چاہیئے تھا جس پارٹی سے اس کا تعلق ہے کیونکہ اس بجٹ کے اندر Loan لیا گیا ہے، قرض، قرض کی تین اقسام ہوتی ہیں، ایک یہ ہے کہ آپ کسی سے قرض لیتے ہیں کہ دو چار دن یا سال میں میں واپس کروں گا، اس کو قرض حسنہ کہا جاتا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ آپ کی کوئی فیکٹری ہے، وہ Raw material کیلئے آپ کے پیسے نہیں، آپ کہتے ہیں گنا خریدنے کیلئے پیسہ دو جو کمائی ہوگی آپس میں تقسیم کریں گے، یہ منافعے کا کاروبار ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ مجھے اتنا پیسہ دو تو سال میں اتنا کر کے آپ کو دے دوں گا، ان تینوں میں سے جو Loan لیا گیا ہے، وہ کس کٹیگری کا ہے؟ اگر یہ تھرڈ کٹیگری کا ہے تو یہ سود ہے، سود کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ کا قرآن میں ارشاد ہے کہ سود کا جو کاروبار ہے وہ اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ ہے، یہ جنگ ہے تو اسلامی جماعتیں جتنی بھی ہیں، ان کی منشور کا پہلا حرف یہ ہے کہ سود کا خاتمہ، تو میں اس میں Division چاہتا ہوں، ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں کہ Either کہ یہ سود کے حق میں ووٹ دیتے ہیں یا سود کے خلاف دیتے ہیں، میرا اور کوئی ایشو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، مسٹر ضیاءاللہ صاحب، سلیم خان، مسٹر محمد سلیم۔

جناب سلیم خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب! یہ فنانس کے متعلق ایک تو یہ تھا کہ فنانس سے جو ریلیزز آتے ہیں، اگر محترم فنانس منسٹر ہمیں سننا گوارا کریں تو ان کی مہربانی ہوگی Otherwise ہم نہیں بولیں گے۔ سر! میری گزارش یہ ہے فنانس منسٹر سے کہ جو ریلیزز ان کی طرف سے ہوتے ہیں، صرف چند ڈسٹرکٹس کیلئے ہیں، محترم وزیر خزانہ صاحب اگر نوٹ کرلیں، صرف چند ڈسٹرکٹس کیلئے ہیں، باقی جو ڈسٹرکٹس ہیں، وہاں پر جو ڈیولپمنٹ کے کام ہیں، وہ سارے کے سارے ادھورے پڑے ہیں۔ اکثر جگہوں میں اگر سکول بن رہے ہیں تو ان کی دیواریں بنی ہوئی ہیں چھت نہیں ڈھل رہا کیونکہ پیسے نہیں ہیں، کہیں اگر روڈ بن رہا ہے تو شنگل ڈالا ہوا ہے، پیسے نہیں ہیں اس کی بلیک ٹاپنگ نہیں ہو رہی ہے۔ کہیں اگر ہاسپٹل بن رہا ہے یا سکول بننا ہے تو کاسٹ آف لینڈ نہیں ہے، اس کیلئے پیسے نہیں ہیں تو یہ جو ڈویژن ہے، جو فرق ہے یہ کیوں ہے؟ سارے اضلاع کو ایک طرح کیوں Treat نہیں کیا جارہا؟ دوسرا میرا فنانس منسٹر سے گزارش یہی ہے کہ ملازمین کی تنخواہوں میں انہوں نے صرف دس فیصد کا اضافہ کیا ہے، اگر دیکھا جائے، یہ انہوں نے کہا کہ جی ہم فیڈرل گورنمنٹ کو Follow کرتے ہیں تو فیڈرل گورنمنٹ کے تو اور بھی بہت سارے کام ہیں، ان کاموں میں ہمارا فنانس ان کو Follow نہیں کرتا، صرف سیلریز کے حوالے سے فیڈرل گورنمنٹ کو کیوں Follow کیا جاتا ہے؟ میں Just سندھ گورنمنٹ کی مثال دیتا ہوں کہ سندھ گورنمنٹ نے اس دفعہ اپنے ملازمین کیلئے پندرہ فیصد اضافہ کردیا ہے، اگر Follow کرنا ہے تو سندھ گورنمنٹ نے کیوں Follow نہیں کیا؟ تو میں ان سے یہ وعدہ چاہتا ہوں کہ یہ جو ملازمین ہیں، ہمارے صوبائی ملازمین، ان کی تنخواہوں میں کم از کم پندرہ فیصد تک اضافہ کردیں، ان کی تقریر میں ایک چیز آئی تھی، میرے حلقے کے ایک کام کنسٹرکشن آف چترال گرم چشمہ روڈ، اگر یہ اپنی تقریر کو دیکھ لیں فنانس منسٹر صاحب تو اس کو انہوں نے اے ڈی پی میں Show کیا ہے بلکہ اس کی Completion کیلئے انہوں نے میرے خیال میں اپنے ذہن سے کوئی پیسے ریلیز کئے ہیں، حالانکہ گراؤنڈ میں وہ کام ہوا ہی نہیں، نہ ٹینڈر ہوا ہے بلکہ اس کو اے ڈی پی سے بھی اس سال نکالا گیا ہے، تو مجھے واضح کیا جائے کہ یہ کام کس طرح سے اے ڈی پی سے نکالا گیا۔ یہ تین میرے کوئسچنز ہیں، Thank you so much۔

جناب سپیکر: مسٹر صالح محمد خان۔

جناب صالح محمد: جناب سپیکر! سب سے پہلے یہ پورے معزز ایوان کو مبارکباد دے رہا ہوں کہ پورے پاکستان میں میرے خیال میں پہلی اسمبلی ہے کہ جس نے سود کے خلاف بل پاس کیا ہے جو قابل تحسین بھی ہے، موجودہ حکومت اور اپوزیشن نے سب مل کر جو یہ بل پاس کیا ہے لیکن جناب سپیکر! سود پر چونکہ باقی دوست بھی یہی اس پر بات کر رہے ہیں، سود اللہ پاک کے ساتھ جنگ ہے اور قران پاک کی آیت بھی ہے، اللہ پاک بھی فرماتے ہیں کہ سود اللہ کے ساتھ جنگ ہے، ہماری پہلی حالت ایسی تھی کہ تین تین سال پہلے جو ٹینڈر ہو چکے ہیں، Ongoing اس پر یہ فنڈ ریلیز نہیں ہو رہے ہیں، فنانس ڈیپارٹمنٹ سے اس کے فنڈ ریلیز نہیں ہو رہے ہیں اور اوپر سے ہم نے تلوار ہاتھ میں لیکر اللہ کے ساتھ جنگ کا اعلان بھی کر دیا ہے تو جناب سپیکر! اس بارے میں، ایک تو جو محمد علی شاہ صاحب نے بات کی سکولوں کی ایس این ای وغیرہ، دو دو تین تین سال ہو چکے ہیں اس کی ایس این ای کے مسئلے ہیں، وہ نہیں بن رہے، اس کے بعد ٹوبیکو کے حوالے میں بات کروں، سال پہلے ٹوبیکو فنڈ جو پورے صوبے میں تمام کو مل چکا ہے، ہزارہ ڈویژن میں واحد میرا ضلع ہے کہ جس میں پی کے 55 میں ایک کروڑ انتالیس لاکھ روپے فنڈ تھا، وہ آج تک ریلیز نہیں ہو سکا، تحریک انصاف کی، اس انصاف کی حکومت میں میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ سب سے بڑی بے انصافی ہے کہ ہزارہ ڈویژن میں چند دن پہلے جتنی ژالہ باری ہوئی، اربوں روپے کی فصل وہاں پر تباہ ہوئی اور اس کے باوجود جو ایک کروڑ انتالیس لاکھ روپے جو کہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں، آج اس نمک کو بھی یہاں سے غائب کر دیا گیا ہے، تو میری یہی درخواست ہے کہ اس بل پر خصوصی نظر ثانی کریں یا جو بل پاس کیا ہے اس کو ختم کر لیں، دوبارہ اس میں امنڈمنٹ لائیں، سود کی اجازت دے دیں تو اس کے بارے میں بس مجھے مطمئن کر دیں۔

جناب سپیکر: فخر اعظم وزیر۔

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سپیکر صاحب! یہ 2015-16 کی بجٹ سپیچ ہے، اس میں وزیر خزانہ صاحب نے کہا کہ سیکرٹری خزانہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جا رہی ہے جو چھ ماہ کے اندر اندر گریڈ سترہ اور اس کے اوپر کے ملازمین کی تنخواہوں کے بارے میں

سفارشات پیش کریں گے لیکن ابھی تک وہ کمیٹی نہیں بنی، دو سال گزر گئے تو میری اپیل آپ سے یہی ہے کہ پلیز وہ کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ گریڈ سترہ اور اوپر کے ملازمین کی تنخواہ ان کو ڈبل کرنے یا ان کو بڑھانے میں ان کیلئے سفارشات مرتب کی جائیں اور دوسری بات جو ہے وہ یہ ہے ہمارے 2013-14 کے جو روڈز ہیں اور سکولز ہیں، ان کیلئے جو ابھی اسی اے ڈی پی میں بہت کم رقم رکھ دی ہے تو میری یہ اپیل ہوگی کہ ان کیلئے یعنی کہ جو رقم ہے، وہ زیادہ کی جائے تاکہ وہ سکیمیں مکمل ہوں، تو یہ دو میری اپیلیں ہوں گی کہ سب سے پہلے یہ کمیٹی تشکیل دی جائے کیونکہ انہوں نے خود کہا تھا اور خود ان کی بجٹ سپیچ میں موجود ہے اور دو سال گزر گئے ہیں لیکن ابھی تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: مسٹر شاہ حسین آف الائی، Withdraw۔ سید جعفر شاہ صاحب۔

جناب جعفر شاہ: تھینک یو جناب سپیکر صاحب! زه Repeat کول نه غواړم، دا کومې خبرې چې زما Colleagues اوکړې، فنډ ریلیزز، ایس این ایز I agree with that، دوه درې خبرې کوم جی، یو 'جون ازم'، Juneism is permanent phenomenon in this province, juneism، هغه دا ده سپیکر صاحب----

جناب سپیکر: جعفر شاہ صاحب! آپ کی آواز نہیں آرہی، یہ آپ ہٹادیں تھوڑا تاکہ آپ کی آواز کھل کر آئے۔

جناب جعفر شاہ: تھینک یو بابک صاحب۔ 'جون ازم' دا دے چې ټول کال خو ټک کار نه کیږی او په جون کښې بیا شپه او ورځ دا درز غوبل جوړ شی، په دې فلسفه باندې----

جناب سپیکر: بلکہ یہ تو بہت عجیب بات ہے کہ جون میں سارے ہو جاتے ہیں اور اس میں کوالٹی کا بھی سیریس ایشو آجاتا ہے۔

جناب جعفر شاہ: یہ فنانس میں یہ کیوں ہوتا ہے؟ یہ فنانس منسٹر صاحب سے میں نے پوچھنا ہے کہ اس کی وضاحت کریں۔ دوسری بات سر، وزیر خزانہ کا صوابدیدی فنڈ، کیا ان کی مرضی، ان کی جیب میں جائے گا اور یہ جہاں چاہے ان کو Use کرے گا اس پر ہمارا بھی کوئی حق ہے، یہ ہمارا خزانہ ہے۔ تیسری بات میں یہ

کہوں گا جناب سپیکر سر! کہ بجٹ کی تیاری میں فنانس ڈیپارٹمنٹ کا بڑا ہاتھ ہے لیکن یہ ہمارے ساتھ ہاتھ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا ہے؟

جناب جعفر شاہ: ہمارے ساتھ ہاتھ کرتے ہیں، یہ اپنی مرضی کی سکیمیں ڈالتے ہیں اور جو Need basis ہیں وہ نہیں کرتے، یہ ہمارا شکوہ ہے، یہ ہمارا مطالبہ ہے اور فنانس منسٹر صاحب اس کی وضاحت کریں۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہ جو روزانہ ہڑتالیں ہوتی ہیں تنخواہوں کیلئے الاونسز کیلئے، حقوق کیلئے تو کیا یہ جھوٹی ہیں؟ جس طرح ورکرز ویلفیئر بورڈ کو پیسے نہیں مل رہے ہیں، ایل ایچ وی ایز کے نہیں مل رہے ہیں تو فنانس والے کیوں یہ ظلم کرتے ہیں؟ اس کی تھوڑی وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر: ویسے آپ کی آواز بہت تھوڑی تھوڑی آ رہی ہے، پتہ نہیں یہ روزے کی وجہ سے ہے یا کیا ہے؟ (قہقہہ) اچھا جی، نیکسٹ، مسٹر محمود احمد خان بیٹنی۔

جناب محمود احمد خان: بس سپیکر صاحب! خالی فنانس منسٹر تہ دا ریکویسٹ دے چې دا ریلیزونہ چې کوم باچا جی خبرہ اوکړہ دا ریلیز والا، دا ریلیز والا سپیکر صاحب! ډیر غټہ مسئلہ دہ۔ ورسرہ ورسرہ د واپډې والا خبرہ، سپیکر صاحب! دا داسې دہ چې واپډې تہ تہ پورہ ریلیز اونکړې نو ھغہ تا تہ ترھغې پورې سامان نہ درکوی، بالکل تاسرہ ھیڅ قسم ھغہ DDAC یا DDC ھم تر ھغې پورې نہ کوی چې ترڅو پورې، فنانس منسٹر تہ دا ریکویسٹ کوؤ چې دغہ کوم ایلوکیشن دوئ خاصکر دې واپډې والا چې دا خو کم از کم پورہ کړی، مونږ فنانس منسٹر تہ ریکویسٹ کوؤ۔

جناب سپیکر: جی مسٹر سردار حسین بابک۔

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب! فنانس انتہائی اہم ڈیپارٹمنٹ ہے اور بجٹ سپیچ کے بعد فنانس منسٹر صاحب کا رسپانس اور ریپلائی ہم نے یہاں پر سنی۔ سپیکر صاحب! جو ہم دیکھتے ہیں، صوبہ مالی طور پر بالکل دیوالیہ ہو چکا ہے اور میرے خیال میں جو بجٹ بک ہے، وہ ہمیں بتا رہی ہے اور میں نے اپنی بجٹ سپیچ میں بھی کہا تھا کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کا 627 ارب روپیہ یعنی اسی کتاب کا، بجٹ بک کا 627 ارب روپیہ ہے اور 2400 ارب روپیہ، 2400 ارب روپیہ یہ سی پیک کے جو منصوبے یہاں Throw-forward

پر ہم اس کو کیا کہیں کہ ان کی نشاندہی کی گئی ہے، یہ ٹوٹل ملا کر 3000 ارب روپیہ صوبہ خیبر پختونخوا کا Throw-forward ہے۔ سپیکر صاحب! وزیر خزانہ صاحب نے میری سپیچ کے جواب میں، عوامی نیشنل پارٹی اور پاکستان پیپلز پارٹی کی جو کولیشن گورنمنٹ تھی 2013 میں جو ختم ہوئی، 13-2012 میں ہم 125 ارب روپیہ Throw-forward چھوڑ کر گئے تھے، باوجود ان نامساعد حالات کے، Militancy peak پر تھی، صرف ملاکنڈ ڈویژن کے پچیس لاکھ لوگ جو تھے وہ بے گھر ہو چکے تھے پچیس لاکھ، قدرتی آفات آئی تھیں، دیکھا جائے تو پشاور میں کم از کم روزانہ ایک ایک اور دو دو دھماکے ہوتے تھے، اب ان نامساعد حالات میں تو موازنہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ کا بہت کرم ہے ماشاءاللہ ابھی نہ قدرتی آفات ہیں نہ مصنوعی آفات ہیں، شکر الحمد للہ اور اللہ نہ کرے ہم مزید Afford بھی نہیں کر سکتے ہیں، پھر یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین حکمرانی وہاں کی تھی اور یا بہترین حکمرانی یہاں پر ہے ایک، وزیر خزانہ صاحب نے بتایا کہ جو فارن سکیمز ہوتی ہیں، فارن ڈونیشنز ہوتے ہیں یا فارن ایڈ یا اسسٹنٹس ہوتی ہے، وہ 'ریفلیکٹ' نہیں ہوتی، میں صرف ایک مثال دیتا ہوں، ہمیں اسی لئے شک پڑا کہ سی پیک میں ہمارے صوبے کا جو کیس ہے، وہ ہم ہار گئے اور اس کی ذمہ دار صوبائی حکومت ہے، میں سی پیک کے کسی بھی منصوبے میں، سی پیک کے کسی بھی منصوبہ، اس کا جو اماؤنٹ ہے سپیکر صاحب! جلدی نہیں کریں گے، یہ آئینی طور پر بحث ہے اور اس کے بعد ووٹنگ ہے۔

<u>جناب سپیکر:</u> نہیں، آپ نے یہ کیسے Presume کر لیا کہ میں نے آپ کو جلدی کا کہا ہے؟

<u>جناب سردار حسین:</u> نہیں نہیں، میں ویسے ہی Face reading کرتا ہوں۔

<u>جناب سپیکر:</u> ویسے میری حرکت ایسی لگی ہے کہ۔۔۔۔۔

<u>جناب سردار حسین:</u> کہ پہلے بحث ہے، اس کے بعد ان شاءاللہ ووٹنگ کریں گے تو سی پیک میں 2400 ارب روپے کے جو منصوبے ہیں جس کا کریڈٹ لینے کی کوشش صوبائی حکومت کرتی ہے، سوال میرا پھر یہ ہے فنانس منسٹر سے کہ اگر چائنا نے ہمارے صوبے کے ساتھ معاہدے کئے ہیں، ایگریمنٹس کئے ہیں تو وہ اماؤنٹ جو چائنا کی حکومت نے ہمیں مختلف منصوبوں کیلئے دینی ہے، وہ اگر اس بجٹ بک میں 'ریفلیکٹ'

نہیں ہے تو پھر ہم اور عوام وہ کس طرح یہ مان لیں کہ یہاں پر سی پیک کے 2400 ارب روپے کے منصوبے جو ہیں وہ یہاں پر ہوں گے؟ یہ میرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ، نیکسٹ۔

جناب سردار حسین: دوسرا فنانس کی تو یہی عادت ہے، چار ہزار مساجد کیلئے، چار ہزار مساجد کیلئے سولرائزیشن کی سکیم ہے، دو ارب روپیہ کی اس پر لاگت ہے اور پورے ایک سال میں ایک لاکھ روپیہ مختص ہے، ایک لاکھ روپیہ، تو پھر پوچھنا چاہیئے کہ یہ مساجد کے ساتھ مذاق نہیں ہے، یہ مساجد کے ساتھ ہنسی نہیں ہے کہ چار ہزار مساجد کو آپ نے سولرائزیشن سکیم دینی ہے؟ اور 2017 میں، 2018 میں دو ارب کی سکیم کیلئے صوبائی حکومت ایک لاکھ روپیہ دے رہی ہے، ایک لاکھ روپیہ، اس کا اگر وزیر خزانہ صاحب جواب دے دیں۔ دوسرا مساجد میں جو ہمارے امام ہیں، امام، جو ہمارے خطیب ہیں اور جو مساجد کے خادمین ہیں، انکی تنخواہیں پانچ مہینوں سے بند ہیں، ابھی تو شکر الحمدللہ یہ منسٹری عوامی نیشنل پارٹی کے پاس نہیں ہے، جماعت اسلامی کے پاس ہے، یعنی یہ بتایا جائے کہ پانچ مہینوں سے ان اماموں، ان خطیبوں ان خادمین کی تنخواہیں اگر بند ہیں تو کیا ہم ضرور کہیں گے کہ صوبہ مالی طور پر دیوالیہ ہو چکا ہے؟ تو اگر یہ چند سوالات کے جوابات منسٹر صاحب دے دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میڈم ثوبیہ شاہد۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: تھینک یو جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب! ما د فنانس منسٹر سره دغه دے چې CDLD په ملاکنډ یو هغه ده او ټولې بهرتیانې په هغې کښې د جماعت اسلامی نه صرف شوی دی، د نورو خلقو پکښې حق نشته او دویمه دا خبره ده چې Last year دوئ تین ارب روپئ د روډ د پاره مقرر کړې وې او په روډ باندې په Last year کښې 19 ارب روپئ خرچ شوې دی، نو د دوئ هیڅ میکینزم نشته، هیڅ سوچ ئے نشته چې تین ارب روپئ ورته وی نو په هغې 19 ارب روپئ چرته خرچ شوې او څنګه خرچ شوې دی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ مسٹر عبدالستار۔

جناب عبدالستار خان: سر، تھینک یو۔ جناب سپیکر! یہ اس ڈیمانڈ پر میری جو کٹ موشن ہے، اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ محکمہ خزانہ صوبے کے خزانہ کی کنجی سمجھی جاتی ہے اور یقیناً ہم نے گزشتہ چار سال سے یہ بات نوٹ کی ہے کہ فنانشل ایئر میں جو چار کوارٹرز ہوتے ہیں جناب سپیکر! فرسٹ کوارٹر، سیکنڈ کوارٹر، تھرڈ کوارٹر، فورتھ کوارٹر، پہلے کوارٹر میں عام طور پر روایت ہے کہ اس میں ریلیز ز ہوتے ہیں اور یہاں پہ تین چار سال سے ہم اس کو محسوس کر رہے ہیں کہ سال کے آخر تک مختلف پراجیکٹس کیلئے ریلیز ز نہ ہونے کی وجہ سے وہ پراجیکٹ بن نہیں سکتے ہیں، ایک یہ بات پورے صوبے کی ہے۔ دوسرا جناب سپیکر! ہم نے ایک لاء پاس کیا، جس طرح میرے باقی ساتھیوں نے بھی بات کی ہے کہ Interest on loan ایک قانون ہم نے پاس کیا، اس اسمبلی نے کہ سود پر کوئی قرضہ نہیں لیا جاسکتا ہے، خیبر پختونخوا کے شہریوں کیلئے یہ قانون پاس ہوا ہے اور ہم سب نے اسکو Appreciate کیا ہے اور اس میں تعاون بھی کیا ہے، Legislation میں ہم نے حصہ لیا ہے، اب اس لاء پاس کرنے کے بعد کیا میرا سوال ہو گا اور جناب سپیکر! آپ سے میں رولنگ چاہوں گا اس پہ کہ صوبائی حکومت سود پر قرضہ لے سکتی ہے یا نہیں؟ اس میں آپ کی واضح رولنگ چاہوں گا کیونکہ ہمارے اوپر، ہم تو Bound ہیں، پبلک Bound ہے خیبر پختونخوا کی کہ سود پر قرضہ نہیں لیا جاسکتا ہے، اس پہ گرفت ہے، اس پہ قانون موجود ہے، اس پہ سزا ہے، کیا صوبائی حکومت اس لاء پاس کرنے کے بعد سود پر قرضہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

(مداخلت)

جناب سپیکر: عبدالستار خان! یہ اس کے ساتھ Related نہیں ہے، یہ تو پرائیویٹ ہے، وہ آپ کو جواب دے گا۔

جناب عبدالستار خان: آپ کی رولنگ چاہوں گا جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: وہ آپ کو جواب دے دے گا، لیکن وہ Private loans پہ ہے، مطلب اس میں آپ تھوڑا کلیئر ہونا چاہیئے۔

جناب عبدالستار خان: نہیں۔

جناب سپیکر: وہ قانون جو بنا ہے، وہ پرائیویٹ لون پہ بنا ہے، صرف میں وضاحت کیلئے کہنا چاہتا تھا۔

جناب عبدالستار خان: جناب سپیکر! یہ سوچ سمجھ کر آپ یہ رولنگ دے دیں کیونکہ اس پر اثر پڑے گا۔

جناب سپیکر: میں وہ نہیں ہوں۔۔۔۔۔

جناب عبدالستار خان: سود سود ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ لطف الرحمان صاحب بیٹھے ہیں، یہ فتویٰ دیں گے یا کوئی اور؟ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ اس کے اوپر آئیں، جی جی۔

جناب عبدالستار خان: سود سود ہے جناب سپیکر! جس شکل میں بھی ہو Forbidden, interest on loan is forbidden to you حضور ﷺ نے خطبہ حجتہ الوداع میں جو سود کو حرام قرار دیا ہے، اس کے تناظر میں ہم نے لاء پاس کیا ہے۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: بہت اچھی بات ہے، بہت اچھی بات۔۔۔۔۔

جناب عبدالستار خان: بہت اچھی بات ہے اور بہت بڑی Sensitive بات ہے سر، جناب سپیکر! اس میں رولنگ آپ دیں گے تو بڑے محتاط طریقے سے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس پہ رولنگ تو میں نہیں دے سکتا، وفاقی سبجیکٹ ہے، یہ عنایت خان تھوڑا وضاحت کرنا چاہتا ہے، عنایت خان، پلیز۔

جناب عبدالستار خان: کیا ہے؟

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: ویسے سپیکر صاحب! آپ نے کٹ موشنز کیلئے دو دن دیئے ہوئے ہیں اور جس طرح سے ڈیبیٹ چل رہی ہے تو مجھے نہیں لگتا ہے کہ یہ Conclude ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بابک صاحب نے دو تین نکتے اٹھائیں ہیں، وہ پی اینڈ ڈی سے متعلق ہیں، ایک او قاف سے متعلق ہے، تیسرا انرجی ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے، تو میرا خیال ہے کہ Relevant department پہ کوئسچن کیا جائے تو وہ Respond کریں گے (تالیاں) جہاں تک انکا نکتہ ہے، وہ بھی Relevant نہیں ہے، یہ خود ان کو معلوم ہے کہ جو بل یہاں اسمبلی سے پاس ہوا تھا وہ پرائیویٹ نجی سود کا پاس ہوا تھا کہ جو Privately سود کا کاروبار ہوتا ہے، اس پہ تھا، باقی سود کا خاتمہ مرکزی سبجیکٹ ہے، اس میں اسی اسمبلی کے

اندر ریزولیوشن پاس ہوئی ہے، مرکزی اسمبلی کو Recommendations گئی تھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت بینکوں کا نظام مرکزی حکومت کے ماتحت ہے اور میری تجویز یہ ہے، میری تجویز یہ ہے کہ آپ ممبران سے ریکویسٹ کریں اور میں آپ کے تھرو اور وساطت سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ یہ Relevant department ہے، اس پہ اگر سوال ہو تو اس کے نتیجے میں جلدی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: مجھے پتہ ہے، ان کا Stamina ہے، ان شاء اللہ آگے، چیف منسٹر صاحب، چیف منسٹر صاحب۔

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): میرے خیال میں ہمارے ممبر صاحب پڑھے لکھے سمجھدار ہیں، مطلب جو بات کرے، حقیقت پہ کیا کرے تو مزا بھی آئے اور میں اس کو سپورٹ بھی کروں لیکن سود کا آپ کو پتہ ہے جو پاس کیا وہ پرائیویٹ سود کا ہے اور آپ جس پارٹی میں ہیں، اس کے پاس اختیار ہے کہ سارے ملک میں بینکوں کا سود ختم کر دیں تو ہم خوش آمدید کہیں گے، (تالیاں) ہم ویلکم کرینگے (تالیاں) ہمارے بس میں جو تھا ہم نے کر دیا، اب آپ اپنی پارٹی کو بولیں کہ یہ ان کے بس میں ہے، سارے پاس میں بینکوں کا سود ختم کر دیں تو بڑی خوشی کی بات ہو گی، ہم تالیاں بجادیں گے۔ دوسری بات یہاں پہ کی گئی کہ جو ہمارے بجلی کے پیسے دیئے ہیں، وہ کم ہیں، میں آپ سب کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاءاللہ ان سب کو Hundred percent فنڈنگ کریں گے (تالیاں) اور بقایا بھی جو آپ سے سکیمیں لی گئی ہیں، ہم ان کیلئے فنڈنگ کا بندوبست کر رہے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ، وہ اتنا کم نہیں ہے جو دکھایا گیا ہے۔ اس وقت بھی میں لگا ہوا ہوں وفاقی حکومت کی طرف کہ کوئی 16 ارب روپے اس جون سے پہلے انہوں نے دینے تھے، میں ان کے ساتھ Contact میں ہوں، وہ 16 بلین ہم نے بجٹ میں نہیں Show کئے کیونکہ ابھی آئے نہیں، وہ ویسے ہمارا شیئر ہے، جو سالانہ شیئر وہ آئے گا تو پیسے ہمارے پاس آرہے ہیں، تو ہم ان شاءاللہ Adjust کریں گے، کچھ چیزیں ہم اس پہ نہیں دکھا سکتے ہیں کیونکہ وہاں سے ریلیز نہیں ہوئے تھے تو جو ریلیز ہو چکا ہے، ہم نے دکھا دیا جو آئندہ سال کیلئے پروگرام بن رہا ہے، وہ دکھایا اور جو ہم Expect کر رہے ہیں کہ اس مہینے میں وہ بھی آجائیں تو اس میں آپ کی سکیموں میں بڑا فرق آجائے گا۔ دوسری سی پیک کی بات کی، بڑی Interesting بات ہے کہ سی پیک میں ہم ناکامیاب ہو گئے، مجھے نہیں سمجھ آتی کہ یا تو کوئی لوگوں کو پتہ

نہیں ہے کہ سی پیک ہے کیا چیز، مجھے کئی ممبر آجاتے ہیں کہ سی پیک میں یہ روڈ ڈال دو، جیسے سی پیک کوئی امبریلا سکیم ہے اوراس میں روڈ ڈال دو، اس میں یہ کر دو، یہاں پر تو بہت بڑی جدوجہد ہوئی، اس میں آپ لوگ بھی ہمارے شریک تھے، ویسٹرن روٹ کیلئے سب سے پہلے ہمیں تو یہ افسوس ہے کہ 2013 سے لیکر 2014 کے آخر تک یا2015 کے شروع تک ہمارے سارے صوبے کو بے خبر رکھا گیا تھا کہ سی پیک ہے کیا چیز؟ ہم سنتے تھے کہ Coal کے پلانٹس سندھ میں لگ رہے ہیں، پنجاب میں لگ رہے ہیں، کسی کو نہیں پتہ تھا کہ سی پیک کا چکر ہے، دو سال تو ہمیں بالکل ہی اندھیرے میں رکھا گیا، پھر جب ہم سب نے مل کر آل پارٹیز کانفرس ہوئی اور اس میں ساری پارٹیاں موجود تھیں، اے این پی تھی، مولانا صاحب، سب جتنی ہماری سیاسی پارٹیاں، ان کی جدوجہد کی وجہ سے ویسٹرن روٹ Approved ہوااور پھر میرے چائنا وزٹ پر میں نے وہاں پر اس کے منٹس میں بھی اس کو Approved کرایا تاکہ Confirmation ہو کیونکہ مجھے یقین نہیں تھا، پھر اس کے بعد ہم نے گلگت سے لیکر چترال تک یہ نیا روٹ وہاں سے Approved کرایا، اسی طرح ریل کا جو پراجیکٹ ہے وہ کرایا لیکن یہ سمجھ آنی چاہیئے کہ جو سی پیک میں اگر روڈ بن رہا ہے یا کوئی، وہ سارے فیڈرل گورنمنٹ کے تھرو Feasibilities بنتی ہیں، وہ کرتے ہیں کیونکہ فیڈرل گورنمنٹ ایک اور زیادتی کر رہی ہے کہ جو سکیم یا روڈ فیڈرل گورنمنٹ بنائے گی تو وہ سارا پاکستان۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: آرڈر پلیز۔

<u>جناب وزیر اعلیٰ</u>: وہ سارا پاکستان اس کا پیسہ واپس کرے گا اور اگر صوبہ چائنیز سے مدد لیتا ہے تو صوبہ Refund کرے گا، تو یہ عجیب سی کش مکش ہے۔ میری ان کے ساتھ بات چیت جاری ہے کہ یہ عجیب سی بات ہے کہ ہمارا حصہ ہمارے سے بغیر پوچھے لے جا سکتے ہو؟ لیکن جب صوبے کا کام کریں گے، وہ فیڈرل گورنمنٹ اس کو پیسہ نہیں دے گی، تو ایک اور ڈرامہ بنا ہوا ہے۔ تو جو چوبیس ارب روپے کی بات ہے، یہ کوئی قرضہ نہیں ہے، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، یہ Investment ہے، یہ ہم کسی سے قرضہ نہیں لے رہے ہیں کہ کتابوں میں دکھائیں، کوئی پراجیکٹ نہیں بن رہا ہے کہ پراجیکٹ دکھائیں، یہ اگر کارخانے لگیں گے Investment ہو گی، یہ اگر روڈ بنے گا Investment ہو گی، اس کے Return سے پیسے آئیں گے۔ یہ اگر بجلی کے پراجیکٹ بنیں گے، اس سے واپس Return آئے گا، Investment ہو گی، تو ایسا پراجیکٹ

نہیں ہے کہ ہم ادھر دکھائیں کہ ہم چوبیس ارب روپے کی سکیمیں لے رہے ہیں یا قرضے پہ لے رہے ہیں، ہماری ایک صوبائی حکومت، ہمارے جو ادارے ہیں، انہوں نے بہت محنت کی، کوئی سو سے زیادہ سکیمیں ہم چائنا لیکر گئے اور وہاں پہ اس میں Attraction تھی، وہ Feasible سکیمز تھیں تب بھی جا کر 80 سکیموں میں MoUs ہوئے۔ اب میں یہ نہیں کہتا کہ ساری سکیمیں کامیاب ہو جائیں گی، اب اس میں آدھی بھی کامیاب ہو گئیں تو یہ بہت بڑی بات ہے۔ بارہ بلین ڈالرز کی بھی ہوئیں تو بہت بڑی بات ہے۔ تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ نہ ہم فیل ہوئے ہیں نا کوئی ایسی بات ہے اور یہ جو سی پیک ہے، یہ کوئی سال کا کام نہیں ہے، 2030 میں جا کے Complete ہونا ہے، اس میں بارہ سال لگیں گے۔ چائنا نے پورا انفراسٹرکچر دیکھنا ہے، پورا گراؤنڈ میں دیکھنا ہے، ملک کے حالات دیکھنے ہیں Investment تب ہی آتی ہے، تو یہ ایک سارا سلسلہ بارہ سال اور چلے گا اور اس کا ریزلٹ سی پیک کا، جو اصلی ریزلٹ ہے، وہ 2030 تک فائنل ہو گا، تو ہم سب کو صبر کرنا چاہیئے۔ ہم نے ایک لائن لے لی ہے، ایک سکیم آگے لے آئے اس پر کام ہوتا رہے گا۔ اس وقت Feasibilities بن رہی ہیں ان کی، کئی چائنیز آ چکے ہیں، Next step ہو گا کہ ہم ان کے ساتھ Agreements کرنے جا رہے ہیں۔ جب Agreements ہو جائیں گے تو On ground کام شروع ہو گا۔ یہ ایک سسٹم ہے اور اس طرح نہیں ہوتا کہ بس صبح بیٹھو اور شام کو Agreement کر لو، پھر چائنا اور پاکستان گورنمنٹس کے Agreements ہیں کہ وہ تین کمپنیاں بھیجے گے، ان تین کمپنیز کا آپس میں Competition ہو گا جو گورنمنٹ آف پاکستان لون لے گی ادھر سے وہ چائنیز کمپنی اس کو آگے کام نبھائے گی۔ تو ایک سسٹم ہے، اس سسٹم کے بیچ میں اگر کسی قسم کی کوئی ایسی چیز مجھے بتا دیں، خالی زبانی سے تو میں کہوں گا کہ ساری دنیا فیل ہو گئی، یہ تو کوئی بات ہی نہ ہوئی، ہمیں ایک چیز بتائیں کہ ہم کس چیز میں فیل ہوئے ہیں، کہاں پر ہم پیچھے رہے، کہاں پر ہم ناکامیاب رہے؟ تو یہ کہنا بڑا آسان ہے کہ یہ ہو گیا وہ ہو گیا لیکن Specific بات بتائیں تاکہ ہم بھی، کہیں غلطیاں ہم سے ہو سکتی ہیں، کہیں سستی ہو سکتی ہے کہ ہم بھی آگے جائیں، اس پہ کام کریں۔ تو پلیز میری یہ ریکویسٹ ہے کہ Exact چیز بتا دیا کریں، میں ہمیشہ سپورٹ کروں گا، میں اچھی بات کو ہمیشہ سپورٹ کرتا ہوں، ہم انسان ہیں، ہم سے غلطیاں بھی ہو سکتی ہیں، Exact چیزیں بتا دیا کریں، ان شاءاللہ ہم آپ کے ساتھ کام کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر: ہاں جی، میرے خیال میں ابھی بس ایک منٹ، پلیز۔

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب! میں سی ایم صاحب کا بھی انتہائی مشکور ہوں کہ آج وہ صبح سے، یعنی سٹارٹ سے، بجٹ سیشن میں باوجود اپنے، ظاہر ہے چیف ایگزیکٹیو کی بڑی زیادہ مصروفیات ہوتی ہیں، وہ یہاں پہ بیٹھے ہیں، میں مشکور ہوں بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ حکومتی ارکان میں سے پہلے وزیراعلیٰ صاحب آئے تھے، دو تین باقی لوگ تھے، یہ تو ایک ایک کرکے پھر باقی آ گئے (تالیاں) تو میں شکریہ ادا کرتا ہوں سپیکر صاحب! دیکھیں یہاں پہ کوئسچنز ضرور Raise ہوتے ہیں اور یہ اسی موقع کا فائدہ اٹھائیں گے، یعنی جو ہماری نیو سکیمز ہیں، اس پہ لکھا گیا سی پیک چائنیز انویسٹمنٹ پراجیکٹس، میں ایک سکیم کی مثال دے دیتا ہوں کہ کنسٹرکشن آف بشام الپوری، بونیر مردان روڈ 226 کلومیٹر اور اس کی ٹوٹل کاسٹ جو ہے وہ 4500 ملین روپیہ ہے، 4500 ملین روپیہ، ظاہر ہے سپیکر صاحب! ہماری اس پی اینڈ ڈی کی اس بجٹ بک میں جو Components ہیں، یعنی ایک Local component ہے اور ایک Foreign component ہے، یعنی جہاں جہاں سے ہمیں فارن سے Assistance کی شکل میں، ایڈ کی شکل میں یا لون کی شکل میں کچھ اماؤنٹ میں آنا ہوتا ہے تو وہ 'ریفلیکٹ' ہوتا ہے اور میں اسی کے جواب میں، مثال میں ایک دوسری جو اے ڈی پی سکیم ہے، وہ مثال دیتا ہوں کہ Khyber Pakhtunkhwa Education Programme, Sector Progamme, School Furniture, Stipend to Secondary Girls Schools, Continuous Capacity of PTC, DFID, European Union and AUSAid Assistance یہ Reflect ہے اور یہ اماؤنٹ بھی Reflect ہے کہ ان ڈونرز نے ہمیں، یعنی 39544 ملین روپیہ ہمیں اسی ڈونرز نے دینا ہے اور یہاں پر Reflect ہے۔ اب جو سوال پیدا ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ جو Investment project ہے، آیا چائنا یہ ہمیں Soft loan دے گا یا ہم ایڈ لیں گے ان سے، یہ Assistance ہے، اگر ان تینوں میں سے کچھ بھی ہے وہ یہاں پر اماؤنٹ Reflect کیوں نہیں ہے اور یہ جو اگر لون ہے، Assistance ہے، Aid ہے، وہ کیوں Reflected نہیں ہے، تو یہ چوبیس سو یعنی دو ہزار چار سو ارب روپیہ جو ہے، وہ اسی طرح اس بجٹ بک میں Reflect ہے تو اس کی وضاحت نہیں ہے، ہم اس کی وضاحت چاہتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی چیف منسٹر صاحب۔

جناب وزیر اعلیٰ: یہ مجھے خود کنفیوژن میں ڈال دیا ہے، اصل میں یہ ہم تین پراجیکٹس لے کر گئے تھے، ایک گلگت ٹو چترال، ایک Via بونیر روڈ اور ایک تھا ہمارے سوات، Through سوات ریل روڈ۔ انہوں نے اس میں سے ایک Choose کر لیا، وہ گلگت چترال والا کیونکہ وہ زیادہ سمجھتے تھے کہ یہ بہتر روٹ ہے اور Easy روٹ ہے۔ اب یہ آپ جو بات کر رہے ہیں، میں جو سمجھتا ہوں یہ ہم نے اس میں فزیبلٹی رکھی ہوئی ہے کہ ہم اس کی فزیبلٹی، ابھی تک کسی کے ساتھ اس کا فائنل نہیں پہنچا، اب مجھے نہیں پتہ کہ یہ کیوں آیا یا کس وجہ سے آیا لیکن چائینز کے ساتھ ہماری MoU نہیں ہوئی، نہ کوئی ایگریمنٹ ہوا ہے، اگر کبھی بات چلے گی بھی تو یہ سکیم ہم فیڈرل گورنمنٹ کو دیں گے، جیسے گلگت چترال میرا چائینز کے ساتھ MoU ہو رہا تھا تو فیڈرل گورنمنٹ نے کہا کہ اگر یہ آپ کریں گے تو اس کے پیسے آپ واپس کریں گے جو کہ وہ سکیم میں نے فیڈرل گورنمنٹ کو بھیج دی۔ جب بھی ہمیں کوئی اچھی پارٹی یا اس کا BOT پر کوئی آ جائے، ہمارا یہ خیال ہے کہ یہ سکیمیں ہم BOT پر کریں لیکن BOT پر یہ نہیں ہو سکتی ہیں کیونکہ نہ اتنا ٹول آتا ہے اور نہ اتنا ریٹرن ہے، تو ہمیں اچھی کوئی آفر آئے گی تو میرا خیال ہے میں تفصیلاً آپ کے ساتھ بیٹھوں گا کیونکہ میں خود کنفیوز ہو گیا ہوں آپ کی بات سے، حقیقت یہی ہے، تو ہم اس پر لگے ہوئے ہیں کہ ہم اس کو کسی طریقے سے انٹر کریں اور وفاق کے حوالے کریں، ہو سکتا ہے کہ میرے سے غلط بات ہو لیکن میری جو سوچ ہے، جو پلان میں نے بنایا تھا، ہم نے بنایا تھا، وہ یہی ہے کہ ہم کسی طریقے سے یہ سوات ریل Via سوات گلگت ریل روٹ اور یہ گلگت، سوری، گلگت Via بونیر اور یہ ایک روڈ، یہ دو سکیمیں اس پر ہمارا کام چل رہا ہے، یہ ڈیٹیل میں۔ دوسرا آپ نے مسجدوں کی بات کی کہ چار ہزار مسجدوں میں ہم سولر کر رہے ہیں، وہ فنڈنگ آئے گی انرجی اینڈ پاور سیکٹر سے، تبھی Show نہیں کیا، پیسے Available ہیں اور انرجی اینڈ پاور جو ہے، چونکہ یہ سولر ان کا پروگرام ہے، یہ فنڈنگ وہاں سے آئے گی تو یہ Fully funded scheme سکیم ہو گی ان شاءاللہ۔

جناب سپیکر: میڈم عظمیٰ خان، عظمیٰ خان، میڈم نجمہ شاہین۔

محترمہ نجمہ شاہین: جناب سپیکر صاحب! میرا ابھی یہی مطالبہ ہے فنانس منسٹر سے کہ 2015 اور 16 کی جو اے ڈی پی سکیمیں ہیں جن پر کہ تمام ترقیاتی کام نامکمل ہیں اور اس پر ابھی تک ریلیز نہیں ہوئی اور اسکے بعد

نیا بجٹ بھی آ چکا ہے تو ان سے میری یہی ریکویسٹ ہے کہ وہ جو پرانی سکیمیں، Ongoing سکیمیں ہیں، ان پر برائے مہربانی ان کی ریلیز کو عملی طور پر پیش کریں اور دوسری یہ کہ ہم Reserve سیٹ والوں کو ویسے بھی آٹے میں نمک کے برابر فنڈ نگ ہوتی ہے اور اس میں بھی اگر ریلیز نہیں ہوتی تو ہم کہاں جائیں پھر، فنانس منسٹر سے ریکویسٹ ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: صاحبزادہ ثناءاللہ۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: شکریہ جناب سپیکر۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

جناب سپیکر: جی صاحبزادہ صاحب، پلیز آپ۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر صاحب! ډیر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی آپ Carry کریں پلیز، چلیں آپ Withdraw کر لیں، Withdraw کر لیں، اگر آپ۔۔۔۔۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر صاحب، بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ دا د قرآن دریمه سپاره ده، پاره نمبر تین سورة بقره، آیات نمبر 278، 279 چې سی ایم صاحب لږ متوجه، توجه غواړو جی چې که هغوی توجه اوکړه نو مهربانی به وی، یار تاسو قلار شئ لږ، قلار شئ تاسو، دې خوئیندو ته مې درخواست دے چې دوئ مهربانی اوکړی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی صاحبزادہ صاحب پلیز۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر صاحب! شکریہ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ پارہ نمبر تین سورة بقرہ، آیات نمبر 278، 279 اللہ کا ارشاد ہے "اے مومنو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو سود میں سے بچتا ہے، اگر تم مومن ہو۔ اگر تم سود کو نہیں چھوڑتے تو اللہ کے ساتھ اور اللہ کے رسول کے ساتھ جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ۔ اگر آپ توبہ کریں، اگر آپ توبہ کریں تو آپ کیلئے آپ کا اپنا راست مال ہے، نہ آپ ظلم کریں گے اور نہ آپ پر ظلم ہو گا"۔ جناب سپیکر صاحب! دا خو د قرآن آیت دے، د الله حکم دے او دا یو عرض کوم چې که مرکز سود کوی او که صوبه سود کوی، که اسحاق ډار صاحب سود کوی او که وزیر خزانه مظفر سید صاحب سود کوی، قرآن کښې

ئے دا نه دی لیکلی چې هغه سود کوی نو دے به ئے هم کوی، نه ئے دا لیکلی، نه په حدیث کښې شته او نه په قرآن کښې شته دے، زما عرض جی، درخواست دا دے چې سپیکر صاحب!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: صاحبزادہ ثناءاللہ صاحب! یہ کوئسچن ادھر نہیں بنتا، یہاں اس اسمبلی کے پاس یہ پاور نہیں ہے، یہ اختیار نہیں ہے کہ یہ پورے ملک کیلئے قانون بنائے اور وہ نیشنل اسمبلی بناتی ہے، تو آپ وہ کوئسچن کریں جو اس اسمبلی کا Prerogative ہو پلیز۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: ٹھیک ده سپیکر صاحب! په کارکردګئ به ئے خبره اوکړم۔

جناب سپیکر: جی۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: کارکردگی پر بات کروں گا، کوئی مسئلہ نہیں، صرف میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس پورے سال میں اسی بجٹ میں فنانس منسٹر صاحب نے جو ریلیز زکئے ہیں، یہ چونکہ میرے حلقے سے اور دیر سے تعلق رکھتے ہیں، وہ یہ موازنہ تھوڑا سا اس معزز ایوان کو پیش کریں جو ریلیز زکئے ہیں، انصاف کی بات اور جو پوسٹیں Sanctioned انہوں نے اس دفعہ کی ہیں اسی بجٹ میں، گریڈ ون سے لیکر گریڈ سولہ تک جو پوسٹیں اس نے Sanction کی ہیں، اس کا موازنہ تھوڑا سا وہ ڈیٹا ہمارے اس معزز ایوان کو پیش کیا جائے۔ نمبر دوم، یہ ہم یہاں پر Represent کرتے ہیں، ہر حلقے کو اپنا ایم پی اے Represent کرتا ہے لیکن ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا، ہمیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ہم عوام کے حقوق پر سودا بازی کریں۔ اس میں یتیم کا بھی حق ہے، بیواؤں کا بھی حق ہے، غریب کا بھی حق ہے، جناب سپیکر صاحب! نہ کسی وزیر صاحب کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی کا مال غلط طریقے سے، غیر قانونی طریقے سے کھالے یا اپنے حلقوں کو منتقل کرے، یہ ظلم ہوگا۔ تیسری اور آخری بات جناب سپیکر صاحب!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں ٹائم کا بھی خیال رکھیں، دیکھیں ہم نے آگے جانا ہے۔۔۔۔۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: میں آخری سوال، آخری سوال، تیسرا سوال، تیسرا سوال۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی جی، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ، کیونکہ مجھے پھر گلوٹین کا سہارا لینا پڑے گا، تو میں چاہتا ہوں کہ آپ زیادہ سے زیادہ کام کریں۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب! صرف دې خپل وروړته دا یو شعر ډالئ کوم، یو شعر۔

جناب سپیکر: جی جی، پلیز۔

صاحبزادہ ثناء اللہ: وائی "طالبه خاوړې به ملا شې، پروت په کتاب ئې یادوې شینکی خالونه" جناب سپیکر صاحب! زه صرف دا خبره کوم چې ولې د کے پی کے حکومت بدنامیږی، ولې د صوبې حکومت بدنامیږی؟ میں اپنے وزیر خزانہ صاحب سے اب یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مرکز کے ساتھ کتنی جنگ لڑی ہے اپنے حقوق کیلئے، نہ تو اسحاق ڈار صاحب کے سر پر آپ نے کوئی چوٹ چھوڑا ہے اور نہ اپنے سر کی قربانی دی ہے، آپ نے کونسا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ Irrelevant ہوتے جا رہے ہیں، جی آپ، پلیز آپ بیٹھ جائیں۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: نہیں کارکردگی کی بات ہوئی، میں یہ ختم کرنا چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: پلیز مسٹر رشاد خان، مسٹر رشاد خان۔

جناب محمد رشاد خان: ترقیاتی کاموں کو وقت پر مکمل کرنے کیلئے جو فنڈز درکار ہوتے ہیں، یہ محکمہ مکمل طور پر ناکام رہا ہے کہ جو ترقیاتی سکیمیں اس صوبے کی ترقی میں ترقی کے دائرے میں لانے کیلئے جو اس اسمبلی سے منظور ہوئی تھیں، سپیکر صاحب! وہ تمام منصوبے، میرے خیال میں میں اگر اپنے حلقے کی بات کروں تو وہ جس طریقے سے ریلیز ہو رہی ہیں تو وہ میرے خیال میں 2030 تک وہ منصوبے مکمل ہوں گے، تو میری ذاتی خواہش ہوگی وزیر خزانہ صاحب سے، وزیر اعلیٰ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں، اے ڈی پی میں جو ہماری شامل سکیمیں ہیں، Ongoing سکیمیں ہیں، شاتوت روڈ ہے، پچلو روڈ، کیڑئی روڈ ہے، بن خڑگئی، لیلونئی روڈ، لوگے، اجمیر کروڑہ ہے، کروڑہ ٹو اجمیر، تو میں سپیکر صاحب! جو تحریک ہے اس کو میں ووٹنگ پر لے کر جاؤں گا، اگر وزیر خزانہ صاحب تسلی نہ دیں، ہمیں یقین دہانی نہ کریں ریلیز کی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے تو، آپ نے تو۔۔۔۔۔

جناب محمد رشاد خان: دیکھیں، یہ میری درخواست ہوگی سپیکر صاحب!۔ دوسری بات ایس این ایز کی ہے، سالوں سے سکولز جو ہیں، سکولز بنے ہوئے ہیں یا آفس میں پوسٹیں Sanction کیلئے ایس این ایز آئی ہوئی ہیں محکمے کے پاس اور وہ سالوں سے پڑی ہوئی ہیں، کسی بھی پوسٹ کی Sanction نہیں ہو رہی، تو میری

منسٹر صاحب سے پرزور اپیل ہوگی کہ اس کیلئے سپیشل کوئی ایسا میکنزم تیار کیا جائے کہ جو پینڈنگ ایس این ایز ہیں، وہ پہلے کی جائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب محمد رشاد خان: سپیکر صاحب! اس کے علاوہ لوکل گورنمنٹ کا جو نظام ہے جو اس حکومت نے جو کہ ان کے انتخابی منشور میں شامل تھا کہ دو ماہ میں ہم الیکشن کروائیں گے، وہ دو ماہ کے الیکشن جو ہیں وہ تین، دو سال میں، دو سال بعد کہیں جا کر سپریم کورٹ نے نوٹس لیا تب کہیں جا کر وہ الیکشن ہوئے اور پھر وہ نظام جو ہے، وہ اس محکمے کی وجہ سے، محکمہ خزانہ کی وجہ سے وہ نظام جو ہے کیا کہتے ہیں، وہ تباہی کی طرف جا رہا ہے، جو ریلیز ز ہیں وہ بار بار ان سے جو کٹوتیاں کی جا رہی ہیں سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: شکریہ جی، شکریہ۔ میاں ضیاء الرحمان صاحب، ضیاء الرحمان صاحب۔

میاں ضیاء الرحمان: سپیکر صاحب! جو ایک بات ہو رہی ہے کارکردگی کے حوالے سے بھی اور میرے خیال میں ہر چیز سے پہلے ایمان کی بات ہے تو جس طرح یہ سود کی بات کی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ صوبائی اسمبلی اللہ کا نام لے کر پہل کرے اور جتنے بھی ہم نے سود کے دینے ہے اور سودی قرضے ہیں، قرضے تو ضرور دیئے جائیں لیکن سود سے گورنمنٹ کو انکار کرنا چاہیئے کیونکہ جب سود کی حرمت کا فرمان نازل ہوا تو سب سے پہلے حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج سے میرے چچا سیدنا حضرت عباسؓ کے بارے میں تھا کہ ان کا جتنا بھی سود لوگوں کے ذمے ہے، میں اس کو بھی معاف کرتا ہوں، میں ختم کرتا ہوں اس کو اور آئندہ بھی مسلمانوں کیلئے سود حرام کر دیا گیا ہے بلکہ نہ صرف حرام کیا گیا ہے بلکہ اس کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف کھلی جنگ قرار دیا گیا ہے، تو میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ اللہ کا نام لے کر جتنے بھی سودی قرضے ہیں اور Interest ہم نے دینا ہے، Interest کی میں بات کرتا ہوں تو اللہ کا نام لے کر تھوڑی سی ہمت کریں اور اپنی ٹانگوں میں جان ڈالیں اور سود سے انکار کریں کہ آئندہ ہم کوئی سود کی ادائیگی نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی، جناب مظفر سید صاحب۔

جناب مظفر سید (وزیر خزانہ): شکریہ جناب سپیکر صاحب! محمد علی شاہ صاحب اور دیگر دوستوں نے اپنی اپنی جگہ پر، ستار خان، سردار صاحب، ثناء اللہ صاحبزادہ صاحب اور آخر میں رشاد صاحب اور ضیاء الرحمان

صاحب نے جو باتیں کی ہیں تو ایک تو میں تھوڑی سی Clarification کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جتنی بھی ڈیمانڈز ہیں، ہر ڈیپارٹمنٹ کا اور ہر محکمے کا اپنا نمبر ہے اور اس پر بات کی جائے گی، آپ نے Mix up کیا فنانس اور پی اینڈ ڈی کے ایشوز کو اور کبھی او قاف کے ایشوز کو تو یہ تھوڑا سا خیال رکھا کریں، میری اپنے دوستوں سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی ڈیمانڈ کے مطابق آپ Pointout کریں تو ان شاءاللہ آپ کو جواب مل جائے گا۔ محمد علی شاہ صاحب نے جن سکیموں کی پوسٹوں کے بارے میں بات کی ہے، تو فنانس کا جو Role ہے، جو ریلیز کا Role ہے صرف، یعنی Allocation کرنا فنانس کا کام نہیں ہے اے ڈی پی کو بنانا، اے ڈی پی میں اس چیز کیلئے Full funded یہ تو فنانس کا کام ہی نہیں ہے، پہلے تو میرے خیال میں اس چیز کو تھوڑا سا، وہ پی اینڈ ڈی کا ہے اور اپنے نمبر پر اس سے پوچھ لیں لیکن جو فنڈ کی پالیسی ہے جو اولنئ د رې میاشتو کښې او بیا څلورو، شپږو کښې او آخر کښې نو د هغې مطابق فنانس ته چې خومره ډیمانډز راځی نو هغه بروقت ریلیز کوی، په هغې کښې که څه Delay پاتې کیږی نو زما په خیال باندې د وئ پوائنټ آؤټ کولې شی، مونږ به په هغې کښې هیڅ د Delay گنجائش نه پریږدو، او دا به ټهیک ټهاک دغه کیږی۔ د پوسټونو د سینکشن خبره چې کومه ده نو هغه چې کله ډیمانډ خپل Relevant department هغه ډیمانډ راولیږی نو هغه ډیپارټمنټ بیا فنانس ته راولیږی نو زما په خیال باندې چې فنانس په هغې کښې، هسې د سی ایم صاحب په دیکښې بنه پالیسی ده او هغه دا چې مخکښې به داسې یو خبره به کیده چې ته د "چتی د پاره لائیسنس جوړې نو د هاتهی خبره کوه او چې د ټوپک لائیسنس جوړې نو د توپې خبره کوه"، نو فنانس هغه پالیسی بالکل پریښودې ده، تاسو بالکل Realistic approach سره چې د چا څه هم ډیمانډ وی، هغه رالیږئ، فنانس به هغه Analyse کوی او هغه به ان شاء الله درته درلیږی، نو زما په خیال باندې د محمد علی شاه باچا صاحب او د هغه د ریلیزز خبره چې اوکړه نو په دیکښې دا یو چې کوم د ملاکنډ تهری په حواله باندې هغه دوه درې ځله راغلے دے نو په هغې کښې لږ Delay شوے وو نو هغې کښې هم یو معامله وه نو ان شاء الله بیا د پاره به په هغې کښې Delay نه کیږی۔ شیراز خان هم یقین دهانی غواړی د خپلې حلقې د سکیمونو نو سپیکر صاحب! کوشش به کوؤ چې تاسو او مونږ ټول ورسره

ګزاره اوکړو، شیراز خان زمونږه دوست دے او کوؤ به د هغه خبره به ان شاء الله منو۔ سردار حسین صاحب د این ایف سی په حواله باندې چې کومه خبره اوکړه نو سردار صاحب! هغه خو د این ایف سی په حواله باندې خبره هم اوشوه او ډیټیل بحث مخې ته راغلے هم دے، تر کوم حده پورې چې د سود خبره ده نو دلته جواب ملاؤ هم شو، مونږ سود، د هغې ممانعت هغه په خپل ځائې باندې، د دې صوبائی اسمبلۍ په Jurisdiction کښې چې کوم قانون چې په پرائیویټ نجی کاروبار کښې په سود د پابندۍ خبره وه، زه خو دا ټول ایوان Appreciate کوم او زه خو دې ټول ایوان ته داد ورکومه چې تاسو ټولو بالاتفاق هغه قرارداد پاس کړے دے، هغه Implement هم شو او په هغې باندې کار هم روان دے او بیا تاسو بالاتفاق قرارداد پاس کړے دے چې هغه مرکز ته تاسو لیږلے دے چې په سود باندې د هلته قانون سازی اوشی او پابندی د اولګی نو ضیاء الرحمان صاحب اوکړه، ټولو نو هغې کښې مونږه لګیا یو او ټهیک خبره تاسو کړې ده،او تاسو ته به په دې الفاظو، ذهن چې د چا هر څه وی، که هر څه په کړه وړه ئے وائی، ثناء الله صاحب او بل یا بل خو کم از کم زما دا خیال دے چې د سود خبره څوک کوی نو الله تعالیٰ به ورته اجر ورکوی او دا ټهیک خبره ده چې مونږ به په دې باندې دغه کوؤ۔ صالح محمد صاحب خبره اوکړه، فخر اعظم صاحب، جعفر شاه صاحب، د 'جون ازم' خبره ئے ضرور اوکړه، او دا ټهیک خبره ده چې د 'جون ازم ' چې دا جون کښې دا یو کلچر غونډې دے، زه خو بالکل سی ایم صاحب ته هم دا وایم او ایوان ته، هں البته یو ټیکنیکل مشکلات شته چې اول یو منصوبه یو پراجیکټ Approve شی او بیا د هغې پی سی ون جوړیږی او بیا رو رو په هغې باندې، نو هغه لږ غونډې دې مارچ، اپریل نه پس Mature شی او بیا پرې په تیزۍ سره کار شروع شی خو Otherwise هسې د دې 'جون ازم' دا بالکل زه د دوئ سره اتفاق کوم او زمونږ د ټولو هم دا خیال دے چې دې له څه یو میکنزم پکار دے چې بس یو جون، البته په دې پالیسۍ کښې به لږ غونډې دا چې زمونږ پی سی ون زر جوړ شی ،دا د پوستونو د سینکشن خبره چې کومه ده نو سی ایم صاحب موجود دے، مخکښې دا خبره شوې وه چې Seventy five percent ډیویلپمنټل کار اوشی نو ډیپارټمنټ د هم هغه ایس این ای را پراسیس کوی، زه نن هم دا

وایم چې هغه ډیره ټهیک پالیسی ده، فوراً ټول ډیپارټمنټ ته د دا هدایت کیږی چې ډیویلپمنټل کار د یو ادارې، د یو بلډنګ، د یو سکول، د یو کالج، د یو هسپتال هغه Seventy five percent ډیویلپمنټل کار شروع شی، اوشی، اورسی نو هغوی د ایس این ای راپراسیس کړی او پکار دا ده چې فنانس ډیپارټمنټ د Strictly هم دا کوی چې هلته Completion کیږی نو چې دے ورته دلته پوسټونه سینکشن کړی۔ بالکل د دې ضیاع نه ده پکار او ټول ډیپارټمنټس کښې دا مشکلات څه نه څه شته۔ دې بیټنی صاحب هم دا خبره اوکړه، البته دا یوه خبره سی ایم صاحب! صلاح به په دیکښې کوؤ چې واقعی چې مونږ ریلیزز، Quarterly مونږ ریلیزز کوؤ نو واپډا خو دغه نه ورکوی نو چې د چا څومره شیئر دے، زما خو خپله دا تجویز دے سی ایم صاحب به راسره اتفاق هم اوکړی، ایوان به هم چې د واپډا څومره پیسې دی، دا د یکمشت ریلیز کیږی چې په هغې کښې خبره نه وی، چې هغوی هلته پرې فوراً کار شروع کوی نو دا د فنانس هم نوټ کړی چې فوراً د د واپډا په باره کښې چې څومره هغوی ته ریلیز کول وی نو هغه د ټول ریلیز کوی چې دا مسئله هډو پاتې کیږی نه، نو سردار صاحب، عظمیٰ شاهین صاحبه، هغوی هم، بابک صاحب پخپله باندې هغه خو سی ایم صاحب جواب ورکړو نو زما په خیال باندې جی چې فنانس، هسې یوه خبره زه ضرور کومه چې په دې فنانس باندې تنقید هم، یو سړی ته چا وئیلې، عثمان ئے نوم وو، وئیل هلکه عثمانه، هغه وئیل،هں، وائی تندر د رااولویږی په سر د آسمانه، هغې وئیل ما څه چل کړے دے؟ وئیل یره په تا پسې جوړیږی، نو خبره دا ده چې په دې فنانس پسې جوړیږی چې کار نه وی شوے، Delay اوشی، پیسې Delay شی، څه اوشی نو بهرحال فنانس به بالکل د دې نه پس به Negligence نه کوی، هغه به بروقت، In time به پوسټونه سینکشن کوی، ریلیزز به کوی چې څومره Available فنډ وی او هغې ته Allocation وی نو په هغې کښې به، دې وجې نه زه ریکویسټ کوم ټولو ممبرانو صاحبانو ته ستاسو په Behalf باندې سپیکر صاحب! چې هغوی د خپل کټ موشنز واپس واخلی او آئنده د پاره به ان شاءاللہ دوئ به خیال کوی۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی چیف منسٹر صاحب، چیف منسٹر صاحب۔

جناب وزیر اعلیٰ: زہ تا سو تہ۔۔۔۔

جناب سپیکر: چیف منسٹر صاحب۔

جناب وزیر اعلیٰ: میں یہ جون والی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جون میں ہوتا کیا ہے؟ ایک تو جون کے مہینے میں جو ہمیں ریلیزز فیڈرل سے آتی ہیں وہ Almost مئی جون میں آنا، کیونکہ پھر پریشر بڑھتا ہے اور وہ ریلیزز کرتے ہیں، وہ اسلئے کرتے ہیں کہ کئی محکمے اپنے فنڈز خرچ نہیں کر سکتے ہیں، وہ واپس کرتے ہیں تو جب وہ واپس کرتے ہیں تو وہ جاکے پھر صوبے کو بھیجتے ہیں۔ ہمارے صوبے میں یہ پوزیشن ہے کہ مئی جون میں زیادہ محکمے جو اپنے فنڈز نہیں خرچ کر سکتے ہیں، وہ فنانس کو واپس کرتے ہیں اور وہ دوبارہ پھر زیادہ فنڈ ریلیز ہو جاتا ہے، یہ نہیں ہے کہ جان بوجھ کے کسی نے جون کیلئے روکا ہوتا ہے اور اس میں کوئی کرپشن ہے، سمپل سسٹم ہے کہ مئی جون میں جب فائنل حساب کتاب ہوتا ہے فیڈرل کا بھی، صوبے کا بھی تو جو لوگ خرچ نہیں کر چکے ہوتے ہیں، وہ Re-appropriation ہو جاتی ہے تو اس وجہ سے سی اینڈ ڈبلیو یا جو ڈیپارٹمنٹ جو ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ ہے، ان کو فنڈز زیادہ چلے جاتے ہیں تاکہ وہ کام کر سکیں تو یہ سب کے دماغ میں کلیئر ہونا چاہیئے، میں بھی سمجھتا تھا کہ یہ جون میں ضرور کوئی چکر ہے کہ سب چیزیں جون میں اور اس میں کوئی کرپشن ہے لیکن ایسا نہیں ہے، Actual position یہی ہے کہ وہ Re-appropriation ہو جاتی ہے، فیڈرل بھی ہمیں زیادہ پیسہ بھیج دیتی ہے اور صوبے کے اندر بھی وہ Re-appropriation ہو جاتی ہے لیکن اگلے سال کیلئے ہم نے تیاری کرلی ہے، اگلے سال جولائی میں Fifty percent ریلیزز ہوں گی، Fifty percent ریلیز جو ہوں گی ان شاء اللہ و تعالیٰ جولائی میں ہوں گی اور پھر مارچ تک ہم ساری ریلیزز کریں گے تو ہماری پوری کوشش ہو گی کہ وفاق سے ہم جلدی پیسے حاصل کر سکیں، اپنا ریونیو جلدی حاصل کر سکیں، ہم نے پورا پلان کیا ہوا ہے، تو مجھے امید ہے ان شاء اللہ و تعالیٰ ہم کامیاب ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی سید محمد علی شاہ باچا، محمد شیراز خان، جی، محمد علی شاہ، Withdrawn، ٹھول؟ او کے جی۔۔۔۔

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: فخر اعظم صاحب! دیکھیں جی، آگے بڑا ایجنڈا پڑا ہے۔

جناب فخرِ اعظم وزیر: زه جی صرف یوه خبره کوم سر، صرف یوه خبره کوم۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب فخرِ اعظم وزیر: سر! یو خبره کوم سر چې ما سره دا بجټ سپیچ دے 2015-16، په دیکښې وزیر خزانه صاحب دا وعده کړې وه چې دا په شپږ میاشتو کښې د ننه زه چې کوم دے ستره ګریډ او دې نه بره چې کوم ملازمین دی، د هغوی تنخواه به زیاتیږی نو هغه کمیټی اوسه پورې جوړه شوې نه ده نو زما دا خیال دے چې دا وعده اوکړی فلور آف دی هاؤس باندې چې یره دا کمیټی جوړه شی ځکه چې دا د ملازمینو خبره ده۔

جناب سپیکر: جی جی، چیف منسٹر صاحب۔

جناب وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر صاحب! وہ ایک ہماری کمیٹی بنی ہوئی ہے، سکندر شیرپاؤ خان اس کو ہیڈ کرتے ہیں اور عجیب سا مسئلہ ہے، جیسے ہم نے گریڈ 1 سے گریڈ 16 تک پروموٹ کئے، ڈاکٹرز کی تنخواہیں بڑھائیں، کلرکس، Different چیزیں کیں، پھر ہمارا پروگرام تھا کہ 17 سے اوپر تک ہم سب کی تنخواہیں بڑھائیں تاکہ ان کو سہولت میسر ہو لیکن شرط میری تھی، شرط یہ تھی کہ جیسے ساری دنیا میں نہ گاڑیاں ہوتی ہیں سرکار کے پاس، نہ بنگلے ہوتے ہیں تو اگر یہ گاڑیاں اور بنگلے ختم کر کے اس کا حساب کتاب بنایا جائے کہ اس پر ہمارا کتنا خرچہ ہے، اس سے کتنی آمدنی ہو سکتی ہے اور یہ پیسے ہم ان کی تنخواہ میں ایڈجسٹ کریں لیکن یہاں صاحب بہادر جو لوگ ہیں، یہ میں پچھلی حکومتوں میں بھی کر چکا ہوں، آخر میں یہ آیا کہ صرف وزیروں کے ساتھ کر لیتے ہیں، اس دفعہ کیا کیا کہ گاڑیوں کا بھیج دیا اور گھروں کا نہیں بھیجا تو میں نے سکندر خان کو ریکویسٹ کی ہے اگر پیکیج دینا ہے تو پورا دوں گا، یہ نہیں کہ آپ بنگلے بھی لو، گاڑیاں بھی لو، سہولتیں بھی لو اور تنخواہ بھی بڑھاؤ، یہ دونوں چیزیں نہیں ہو سکتیں، اگر آپ دنیا کو دیکھتے ہیں وہاں پر تنخواہیں اگر زیادہ ہیں تو وہاں پر گاڑیاں اور بنگلے نہیں ہیں تو یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ نہیں چل سکتیں، جس دن مجھے سارا حساب آئے گا کہ یہ اتنے گھر ہیں، یہ یہاں ہمارے کام آ سکتے ہیں یا یہ لوگ ہم سے کرایہ پر لے لیں، جو مارکیٹ ریٹ ہے، کرایہ پر لے لیں اور یا کہیں اور رہ لیں تو میں تیار ہوں تنخواہ بڑھانے کا اور بہت زیادہ بڑھانے کو تیار

ہوں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ دو دو مزے کرو اور سب کچھ لوٹتے رہو، یہ نہیں ہو سکتا تو جب یہی بیورو کریٹس مجھے کیس بھیجیں گے میں اس کو منظور کروں گا، نہیں بھیجیں گے تو ایسے ہی پڑا رہے گا۔

جناب سپیکر: جی جی، جعفر شاہ صاحب۔

جناب جعفر شاہ: تھینک یو۔

جناب سپیکر: ہمارے پاس ایجنڈا بہت بڑا ہے۔

جناب جعفر شاہ: ایک منٹ سر، ایک منٹ سر!

جناب سپیکر: اور پھر میں گلوٹین کا سہارا لوں گا، تو Kindly-----

جناب جعفر شاہ: سپیکر صاحب! ډیره مهربانی جی، دیکبنې ما دا خبره کوله د پولیس حوالې سره چې دا اوس کومه پچاس فیصد دا Ten percent شوے دے، پولیس فورس په دیکبنې Include نه دے، هغوی وائی جی چې سال 2010 میں گریڈ ایک سے گریڈ سولہ تک ملازمین کی تنخواہیں تو پچاس فیصد بڑھائی گئیں لیکن پولیس کو پچاس فیصد ایڈہاک نہیں، بلکہ ان کو رسک الاؤنس دیا گیا اور ابھی ان کی تنخواہیں نہیں بڑھیں، Is it true? اگر یہ سچ ہے تو پولیس کیلئے کوئی الگ سا ہو گیا۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب جعفر شاہ: پولیس والا وائی چې زمونږ تنخوا گانې په دغه فارمولا باندې نه دی سیوا شوی۔

جناب سپیکر: ستا دا آواز ولې کم دے جعفر شاه صاحب؟

(قہقہہ)

جناب جعفر شاہ: (قہقہہ) روژه ده جی، اوس ټهیک شو۔

جناب سپیکر: او ټهیک شو، پولیس والا وائی چې، یار یہ چیز خراب ہے۔ (ٹیکنکل برانچ کے اہلکار کو مخاطب کرتے ہوئے) اوس راځی سپیکر صاحب! بلکه دا به او کړی جی چې سپیکر صاحب! هغه پولیس والا فنانس منسټر صاحب سره به کښینی او دوئ به پوهه کړی چې د هغوی مسئله څه ده؟

جناب سپیکر: اوکے، ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ میڈم! پلیز، پلیز جلدی۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: مجھے تو جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جواب تو آپ کا دے دیا نا، ثوبیہ! منسٹر صاحب نے آپ کا جواب دے دیا ہے، آپ Kindly ٹائم۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: ہاں سر، Last year تین ارب روپے مقرر کئے تھے، ایلوکیٹ کئے تھے روڈز کیلئے، اور خرچ ہوئے ہیں 19 ارب روپے، اور سی ڈی ایل ڈی ایک پراجیکٹ ہے جس میں صرف جماعت اسلامی کے لوگوں کو نوکریاں ملی ہیں، کسی اور کو نہیں ملی ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، مظفر سید صاحب، سمجھ آگئی ہے۔

وزیر خزانہ: میڈم زمونږ خور ده او د میډم درد او خبره به هم واؤرو خو اصل کښې دې خو جماعت اسلامی، پیپلز، نیشنل په دیر کښې نه پیژنی، دا خو پیښنور کښې اوسیږی، هغې کښې عام خلق بهرتی شوی دی، په میرټ بهرتی شوی دی۔ زه به تا ته د هغې لسټ درکړم نو هیڅ نشته، په هغې خبره نشته نو بهرحال میډم په خپل ځائې باندې ټهیک خبره کوی او تر کوم حده پورې چې د هغې دا وضاحت دے نو ان شاء الله هغه وضاحت به ورته مونږ، هغه نومونه به هم ورته زه ورکړم ان شاء الله۔

Mr. Speaker: All the cut motions are withdrawn. Since all the honourable Members have withdrawn their cut motions on Demand No. 3, therefore, the-----

(Pandemonium)

جناب سپیکر: میڈم! آپ پلیز، بس چلو، پھر کیا کرتے ہیں، ہاؤس کے سامنے رکھتے ہیں، جی جی، میڈم! پلیز، آپ ٹائم ضائع نہ کریں نا، اچھا آپ کا والا، جی جی۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: سر! تاسو د پاره به Withdraw شم خو Next time به داسې نه Ignore کوی۔

Mr. Speaker: Okay. Since all the honourable Members have withdrawn their cut motions on Demand No. 3, therefore, the question before the House is that Demand No. 3 may be granted?

Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. Demand is granted. Demand No. 4, Parliamentary Secretary on behalf of Chief Minister.

جناب خلیق الرحمان (پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو ایک ایسی رقم جو مبلغ 33 کروڑ 70 لاکھ 80 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہوں، ان اخراجات کو ادا کرنے کیلئے دے دی جائے جو کہ 30 جون 2018 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران محکمہ منصوبہ و ترقیات و شماریات کے سلسلے میں برداشت کرنا ہوں گے۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that a sum not exceeding rupees 33 crore, 70 lac, 80 thousand only, may be granted to the Provincial Government to defray the charges that will come in course of payment for the year ending 30th June, 2018, in respect of Planning and Development and Bureau of Statistics.

Cut motions on demand No. 04. Mr. Muhammad Ali Shah Bacha.

جناب محمد علی: محمد علی، جی محمد علی۔

جناب سپیکر: اچھا، محمد علی، سوری۔

جناب محمد علی: شکریہ جناب سپیکر! میں ایک لاکھ روپے کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees one lac only. Mr. Muhammad Sheeraz Khan.

جناب محمد شیراز: اس محکمے کی کارکردگی سے میں مطمئن نہیں، میں چار کروڑ کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: Withdraw کرتے ہیں؟

جناب محمد شیراز: پیش کرتا ہوں جی۔

Mr. Speaker: Okay, Mr. Sardar Hussain.

جناب سردار حسین: ہاں جی، پیش کی میں نے۔

Mr. Speaker: Mr. Ziaullah Afridi, not present, lapsed. Mr. Saleem Khan.

جناب سلیم خان: سر! پیش کرتا ہوں کٹ موشن۔

<u>Mr. Speaker</u>: Mr. Izazul Mulk Afkari, withdrawn?

<u>جناب اعزازالملک</u>: جی جناب سپیکر!

<u>جناب سپیکر</u>: مسٹر فخر اعظم وزیر، مسٹر شاہ حسین، سید جعفر شاہ صاحب۔

<u>جناب جعفر شاہ</u>: دس روپے کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

<u>Mr. Speaker</u>: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees ten only. Mr. Qurban Ali Khan.

<u>جناب قربان علی خان</u>: دا داسې بنه سړے دے چې بس پرېږدو جی، ډېر بنه سړے دے۔

<u>Mr. Speaker</u>: Withdrawn. Mufti Said Janan, not present, lapsed. Mr. Mehmood Ahmad Bittani.

<u>جناب محمود احمد خان</u>: سپیکر صاحب! زہ Withdraw یم۔

<u>Mr. Speaker</u>: Withdraw. Mr. Sardar Hussain Babak.

<u>جناب سردار حسین</u>: سپیکر صاحب! میں ایک ہزار روپے کی کٹ موشن پیش کرتا ہوں۔

<u>Mr. Speaker</u>: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees one thousand only. Mr. Abdul Sattar Khan.

<u>Mr. Abdul Sattar Khan</u>: Sir, I beg to move a cut of one million on Demand No. 4.

<u>Mr. Speaker</u>: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees one million only. Sardar Aurangzeb Nalotha, not present, lapsed. Madam Uzma Khan. Madam Ruqia Hina. Madam Aamna Sardar.

<u>محترمہ آمنہ سردار</u>: میں دس ہزار روپے کی کٹ موشن پیش کرتی ہوں۔

<u>Mr. Speaker</u>: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees ten thousand only. Mian Zia-ur-Rehman, not present, lapsed. Sahibzada Sanaullah.

<u>صاحبزادہ ثناءاللہ</u>: میں Withdraw کرتا ہوں جی۔

<u>جناب سپیکر</u>: Withdrawn، مسٹر محمد رشاد۔

<u>جناب محمد رشاد خان</u>: میں ایک کروڑ روپے کی کٹوتی کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

<u>Mr. Speaker</u>: The motion before the House is that the total grant may be reduced by rupees one crore only. Muhammad Ali.

جناب محمد علی: جناب سپیکر! د پی اینډ ډی متعلق خو خبرې ډیرې دی خو دا چونکه د چیف منسٹر صاحب سره ده او پخپله ناست دے مخامخ، چیف ایګزیکټیو هم دے، زه Withdraw کوم جی۔

جناب سپیکر: مسٹر محمد شیراز خان، مسٹر شیراز خان، Withdrawn۔ سردار حسین، مسٹر سردار حسین صاحب۔

جناب سردار حسین (چترالی): جناب سپیکر! گزشتہ دو تین دن سے یہاں پر جو ہم بحث کر رہے ہیں اور سارے ذمہ دار وزیر خزانہ صاحب کو ٹھہراتے ہیں بجٹ کے حوالے سے، ڈسٹربیوشن کے حوالے سے، میرے خیال میں وزیر خزانہ سے زیادہ یہ محکمہ پی اینڈ ڈی اس کا ذمہ دار ہے۔ اب سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ پی اینڈ ڈی میں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، وہ دس کروڑ روپے کا منصوبہ منظور کرتے ہیں، اس کے Against دو لاکھ یا چار لاکھ روپے رکھتے ہیں، اگر ایک ہسپتال کو منظور کرتے ہیں، اپ گریڈیشن ایک ارب روپے کی تو اس کیلئے تین چار کروڑ رکھتے ہیں جس سے آپ زمین بھی نہیں خرید سکتے۔ اس طرح اس محکمے کی وجہ سے تقریباً 2013 سے لیکر آج 2017 تک اس گورنمنٹ کا کوئی منصوبہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا تو ایسا محکمہ جس کی وجہ سے ترقی رک چکی ہے، جس کی وجہ لوگ مصیبت میں مبتلا ہیں، اس کو مزید گرانٹ دینے کی بجائے میں کہتا ہوں جو دیا ہے وہ بھی کاٹا جائے اور بتایا جائے کہ وہ بجٹ سامنے رکھے، Estimated cost ہمیں بتائے اور پھر Allocation پر بحث کر کے ہمیں مطمئن کرے کہ ایک کروڑ روپے کا کام ہم ایک لاکھ پچاس ہزار روپے میں کیسے مکمل کریں گے؟ یہ اے ڈی پی دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک ارب ایک بہت بڑا مذاق ہے کہ جو جو منصوبے ہم نے رکھے ہیں۔ دوسری طرف جب ہم Allocation کو دیکھتے ہیں تو بہت بڑا دھوکہ ہے، لہٰذا یہی میری گزارش ہے، مجھے سمجھایا جائے کہ Allocation اور Estimated cost میں کم از کم اتنا فرق ہو کہ ہم زمین خرید سکیں۔ یہ تو اس طرح کے پیسے Allocate کرتے ہیں کہ بیلچہ اور درانتی نہیں خرید سکتے، وہ کیا ہم شروع کریں گے؟ اسلئے یہ سب سے نکما محکمہ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ مسٹر سلیم خان۔

جناب سلیم خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ پی اینڈ ڈی کا جو Role ہے، Definitely نام سے بھی پتہ چلتا ہے کہ پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ، جب تک پلاننگ نہیں ہو گی تو ڈیویلپمنٹ کہاں سے آئے گی اور پلاننگ

اس طرح ہوتی ہے کہ یہاں پر اس اے ڈی پی کے اندر جب Ongoing سکیموں کو ہم دیکھتے ہیں اور جب اندازہ لگاتے ہیں، جب فگرز کو دیکھتے ہیں تو یہی پتہ چلتا ہے کہ یہ سکیمیں آئندہ دس سالوں میں بھی Complete ہونے والی نہیں ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اتنی ساری سکیمیں منظور کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جن کیلئے پیسے بھی ان کے پاس نہیں ہیں اور خواہ مخواہ Escalation اور Revise در Revise ہو کر یہ اگر ایک ایک کروڑ کی سکیم ہے تو وہ دس کروڑ تک پہنچ جاتی ہے اور Complete بھی نہیں ہوتی، تو میری گزارش یہی ہے پی اینڈ ڈی سے کہ کم از کم ایسے Feasible projects وہ Approve کریں کہ وہ مکمل بھی ہو سکیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر بہت ساری سکیمیں ایسی ہیں، اے ڈی پی میں آجاتی ہیں جن کی فزیبل سٹڈی کیلئے پیسے رکھے جاتے ہیں اور کنسلٹنٹس کو ایوارڈ کیا جاتا ہے، کنسلٹنٹس آ کے اس کی فزیبلٹی سٹڈی تو بنا لیتے ہیں ان کیلئے کروڑ دو کروڑ پانچ کروڑ تک ان کی Payment ہو جاتی ہے، اس کے بعد پھر اس سکیم کا پتہ ہی نہیں چلتا وہ پھر Automatically نہ اے ڈی پی میں آتی ہے، صرف کنسلٹنٹس کیلئے پیسے اس میں ہوتے ہیں اور وہ کنسلٹنٹس اپنے پیسے لے کے پھر وہ غائب ہو جاتے ہیں، تو یہ ایک پلاننگ کی ایک کمی ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ جس طرح فنانس منسٹر نے یہاں پر گلہ کیا کہ ریلیز ز کا اختیار جو ہے، ٹھیک ہے میرے پاس ہے مگر پی اینڈ ڈی ہمیں جب Recommend کرتا ہے تو اسی کے حساب سے ہم ریلیز ز کرتے ہیں، تو ریلیز ز بھی اس طرح ہے کہ کچھ اضلاع میں ریلیز ز ٹھیک ٹھاک ہو رہی ہیں مگر جو پسماندہ اضلاع ہیں ان کیلئے ریلیز ز بالکل نہیں ہوتیں اور ٹائم پر نہیں ہوتیں اور سال کے آخر میں، جون میں ہمیں ریلیز ز آجاتی ہیں اور پھر Automatically وہ Lapsed ہو جاتی ہیں تو اس طرح ان ریلیز ز کا فائدہ کیا ہے کہ جب جون کے، 25 جون کو آپ کو پیسے ملیں اور پھر 30 جون وہ اگر Lapse ہو جائیں تو اس سے بہتر یہ ہے کہ ریلیز نہ ہی ملے اور آخری میری ریکویسٹ یہ ہے کہ ٹوبیکو سیس کا جو شیئر ہے Ten percent اور نیٹ ہائیڈل پرافٹ یہ بھی متعلقہ اضلاع کو ٹائم پر ریلیز نہیں ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان علاقوں میں ان کی ڈیویلپمنٹ کا کام سارا متاثر ہوتا ہے، تو یہ چند گزارشات تھیں میری۔

جناب سپیکر: جی نیکسٹ، اگر آپ Kindly تھوڑا اختصار سے بات کریں تو مہربانی ہوگی۔

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ اس دفعہ پی اینڈ ڈی نے بلدیات کیلئے صرف بائیس فیصد بجٹ رکھا ہے حالانکہ سیکشن (a) 53 میں بلدیات کا جو ایکٹ ہے 2013، اس میں لکھا ہوا ہے کہ Thirty percent سے کم اس کو نہیں دیا جائے گا، تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ نے اس کا بجٹ جو کم رکھا ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اور خود جو ایکٹ آپ نے اسی اسمبلی سے پاس کیا تھا اسکی Violation بھی ہو گئی ہے تو اس کا جواب دیا جائے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ خود بلدیاتی نظام سے تنگ ہوں کیونکہ پہلے تو تعریفیں ہو رہی تھیں کہ ہم ایسا بلدیاتی نظام لے کر آرہے ہیں، اب وہاں پر Thirty percent سے لے کر Twenty two percent رقم اس کیلئے مختص ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: نیکسٹ، جعفر شاہ صاحب۔

جناب جعفر شاہ: جناب سپیکر صاحب! تاسو وایئ، آواز نہ راخی نو اوس بہ کوشش کوم جی۔ سپیکر صاحب! میں تو Repeat نہیں کروں گا، دو تین چیزیں ہیں، ایک تو یہ ہے کہ زلزلے اور سیلابوں سے تباہ شدہ خاصکر ملاکنڈ ڈویژن کے علاقے اور دہشتگردی سے وہاں پر جتنا بھی انفراسٹرکچر، سکولز، بلڈنگز، ہاسپیٹلز وغیرہ تو ابھی دسواں سال جاری ہے، کچھ تو ان علاقوں پر بھی رحم کیا جائے۔ مجھے منسٹر صاحب بتائیں کہ ان علاقوں کیلئے ان کا کیا پلان ہے؟ دوسری سر، Sustainable Development Goals SDGs کا سیکرٹریٹ بن چکا ہے تو اس کی کارکردگی کے حوالے سے ہمیں بتائیں کہ We are the signatory to the international track on SDGs تو اس میں ہم کس طرح سے ان کو Incorporate کرتے ہیں اپنے دوسرے سیکٹرز میں Climate change کے حوالے سے، اور سر، Important چیز جو ہے، عنایت صاحب مجھے توجہ دیں گے CLDD کے حوالے سے، سینیئر منسٹر صاحب! CDLD کے حوالے سے عنایت خان صاحب! بڑی شکایتیں آرہی ہیں اور اس میں یہ ہے کہ ہم سے تو کوئی پوچھتا نہیں ہے اور اس میں ایک شکایت یہ ہے کہ Seventy five percent فنڈ، چونکہ دیر والے ہمارے بھائی ہیں لیکن یہ فنڈ پورے ملاکنڈ ڈویژن کیلئے ہے، صرف عنایت خان کے حلقے کیلئے نہیں ہے تو مہربانی کر کے Equally اس فنڈ کو Distribute کریں، یہ پورے ملاکنڈ ڈویژن کیلئے ہے اور این جی اوز

کے حوالے سے یہ ہے کہ این او سی جو اچھے این جی اوز ہیں اور جن کا ریکارڈ بھی ٹھیک ہے، ان کو این او سی کیوں نہیں دیا جارہا ہے اور آخری پوائنٹ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: عنایت خان دے ، Indirectly آپ کے ساتھ بات ہے، اشارہ آپ کو ہے۔

جناب جعفر شاہ: آخری پوائنٹ میرا یہ ہے، میں نے بتا دیا، آخری پوائنٹ میرا یہ شماریات کے حوالے سے جو انہوں نے لکھا ہے کہ کیا Census اس میں آتا ہے اور Census میں یہ جو ہمارے اتنے لوگ باہر ہیں ان کا کیا ہوا؟ چائلڈ لیبر کے حوالے سے سروے کا کیا ہوا، جو Indicators، ہمارے Economic indicators ہیں تو Please, he should come forward and do these things۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ نیکسٹ کون ہے؟ سردار حسین بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب! منصوبہ بندی، اول تو میں یہ ریکویسٹ کروں گا، یہ جو اردو کی بعض Terminologies ہیں، اب میں یہ منصوبہ بندی اور شماریات اور یہ دیکھ رہا تھا تو پی اینڈ ڈی کی Terminology کے ساتھ بڑے Use to ہو چکے ہیں، اس طرح ہمیں پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ کونسا محکمہ ہے، Anyhow سپیکر صاحب! منسٹر صاحب اگر یہ نوٹ فرمادیں، ہم حکومت سے بھی سنتے ہیں کہ (اس مرحلے پر ایک وزیر صاحب اشارے سے کہہ رہے ہیں کہ پی اینڈ ڈی ادھر ہے) اچھا پی اینڈ ڈی ادھر ہے؟ یہ جو ہم حکومت سے بھی سنتے ہیں کہ اداروں سے سیاسی مداخلت مکمل طور پر ختم ہو گئی ہے، اب یہ بھی جاننا چاہیں گے کہ یہ جو منصوبہ بندی ہوئی ہے، یہ جو بجٹ تیار ہوا ہے، یہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے تیار کیا ہے یا ہمارے وزراء نے یا ہماری حکومت کی تجاویز سے، یہ بڑا Important ہے۔ سپیکر صاحب! میں تو اس منصوبہ بندی کو حیران ہوں اور چونکہ ٹائم بھی شارٹ ہے، میں صرف ایک سیکٹر کا، (شور) یہ ہاؤس کو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز آپ بیٹھ جائیں جی، پلیز۔ میاں جمشید صاحب، میاں جمشید صاحب! آپ پلیز، میاں صاحب، آپ پلیز بیٹھ جائیں، بجٹ کا اجلاس ہے تھوڑا اس کے ڈیکورم کا خیال رکھ لیں پلیز۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! میں اسی منصوبہ بندی پر حیران ہوں کہ Already جس طرح میں نے پہلے بھی ذکر کیا Throw-forward کا لیکن عنایت اللہ خان نے اس کو پی اینڈ ڈی سے منتھی کیا حالانکہ

فنانس اور پی اینڈ ڈی، ظاہر ہے منصوبہ بندی جب ہوتی ہے فنانس کو دیکھ کے، آمدن کو دیکھ کے، اخراجات کو دیکھ کے منصوبہ بندی ہوتی ہے، Anyhow، روڈ سیکٹر میں Already 69000, 69000 million کے جو منصوبے تھے وہ جاری تھے، 69000 کے، اب اسی سال یعنی 18-2017 کیلئے 5300 ملین کے منصوبے شروع کئے گئے ہیں، 5300 ملین اور حیران ہوتا ہے انسان جب 5300 ملین کے منصوبوں کیلئے پورے ایک سال میں 278 ملین روپے Allocate ہو چکے ہیں تو پھر یہ کس طرح منصوبہ بندی ہے؟ تو اول تو یہ وضاحت ضروری ہے کہ آیا یہ جو پی اینڈ ڈی ہے، منصوبہ بندی ہے، ڈیویلپمنٹ ہے، یہ بھی سیاسی مداخلت ہے یا ڈیپارٹمنٹ خود سے Need کو، ضرورت کو، آبادی کو، پسماندگی کو، Poverty کو دیکھ کے منصوبہ بندی کرتا ہے حالانکہ مجھے یاد ہے حکومت کے پہلے سال میں، فرسٹ ایئر میں وزیر اعلیٰ صاحب نے خود کہا تھا کہ ان شاء اللہ چیزوں کو میرٹ پر کریں گے، ضرورت کی بنیاد پر کریں گے، سیاسی مداخلت نہیں کریں گے جبکہ میں جب یہ دیکھتا ہوں کہ یہ جو بجٹ ہے بجٹ، اتنے منصوبے شروع کئے گئے ہیں اور یہ صرف اپنے ممبران کو خوش کرنے کیلئے تاکہ وہ اپنی تختیاں لگائیں، فیس بک پر تصویر آجائے، حالانکہ میں دوبارہ ریکویسٹ کروں گا ممبران سے کہ جو جو سکیمیں ممبران کو دے دی گئی ہیں وہ ذرا معلوم کرلیں کہ ان کو Allocation کتنی ہوئی ہے تو ظاہر ہے چار سال میں اور پانچ سال میں وہ منصوبے مکمل نہیں ہوں گے، لوگ ان کا بھی مذاق اڑائیں گے اور حکومت کا بھی مذاق اڑائیں گے۔ سپیکر صاحب! میں یہ پی اینڈ ڈی کے حوالے سے، یعنی دیکھنا تو چاہیئے، میں مثال دے سکتا ہوں ملاکنڈ تھری کی، ملاکنڈ تھری جو ہمارا پراجیکٹ ماہانہ ہمارے صوبے کو پندرہ کروڑ اور سولہ کروڑ روپیہ آمدن کی شکل میں دے رہا ہے، اب ظاہر ہے ملاکنڈ تھری ایم ایم اے کا منصوبہ ہے، Rebate ہو رہا ہے، یہ ہماری حکومت نے کی ہے Functionary اسی منصوبے کو ہماری حکومت نے کیا ہے ماشاءاللہ، ماشاءاللہ 81 میگاواٹ پلس مائنس بجلی دیتا ہے، ایک ارب سے زائد سالانہ منافع دے رہا ہے، 81 پلس، وہ سپیکر صاحب! ظاہر ہے ہمارا Manpower اس وقت نہیں تھا، پہلے جتنی کمپنیز کو کنٹریکٹ پر دیا گیا اب آپ اندازہ کریں کہ 2008 سے لے کر 2017 تک کم از کم پانچ اور چار نو سال ہو گئے ہیں یعنی ایک دور کیلئے صرف وہ اسی لیے ٹھیکہ پر دے دیا گیا تھا کہ Manpower نہیں تھا ابھی 75 کروڑ پہ ایک سال کیلئے دو سال کیلئے اور تین سال کیلئے اس کی

Maintenance کو ٹھیکہ پر دینا یعنی Biding وہ کمپنیاں دیتی ہیں اور ان کے پرزے گو جر گڑھی میں بنتے ہیں، تو وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں یہ لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اب یہ ہمارے پاس Manpower آیا ہے، یہ صرف میں ایک پراجیکٹ کی مثال دے رہا ہوں، اسی پراجیکٹ کو اس میں دلچسپی لینی چاہیئے، اس کو توجہ دینی چاہیئے، ہمارے پاس Skilled لوگ آگئے ہیں، وہ لوگ جو ہیں جو باہر صوبے کے دیگر حصوں میں جو چھوٹے موٹے پاور سٹیشنز جو ہم بنا رہے ہیں، اسی میں ہمارے کام آسکتے ہیں، لہذا وہ لوگ بار بار احتجاج کر رہے تھے، تو میں منصوبہ بندی کے حوالے اسی لئے کہتا ہوں کہ ہمارے پاس ایک Bulk میں Skilled labor جو ہے، وہ ان شاءاللہ ہمارے صوبے نے پیدا کیا ہے، اس کو Utilize کرنا چاہیئے اور اس سے بڑا فائدہ صوبے کو ملے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ نیکسٹ، عبدالستار صاحب، Withdraw۔

جناب عبدالستار خان: سر! میں ایک دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بالکل کریں۔

جناب عبدالستار خان: سر! محکمہ خزانہ اور محکمہ منصوبہ بندی ان کا آپس میں بڑا تعلق بھی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب بھی بیٹھے ہیں، میں اپنی ایک تحقیق پیش کر رہا ہوں اس میں۔ محکمہ خزانہ اور محکمہ منصوبہ بندی دنیا میں دو ایسے شعبے ہیں، جو میری تحقیق کے مطابق اس کا موجد امجد جو ہے، وہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، دنیا میں یہ دو یہ محکمے متعارف ہیں ہر نظام حکومت میں، ہر صوبائی حکومت میں، مرکزی حکومتوں میں یہ محکمے موجود ہیں اور ان کا بڑا اہم تعلق ہے جناب سپیکر! آپس میں، حضرت یوسف علیہ السلام کا جو خواب ہے، اس کے خواب کی تعبیر، اس کی تبشیر، اس کی تدبیر، اس کی تکمیل یہ چار چیزوں سے بہت بڑا دنیا کیلئے ایک ماڈل ملا ہے۔ جناب سپیکر! صرف میرا ایک اعتراض ہے شروع سے محکمہ منصوبہ بندی کے لحاظ سے، ہمارے صوبے کی پوری کلاس یہاں پر موجود ہے، ہمارے سی ایم صاحب بھی، کسی بھی منصوبے کی کامیابی کیلئے چار چیزوں کا ہونا بڑا لازمی ہے، کسی بھی علاقے میں، پہلی Determination of priorities, Allocation of resources, outcome of project development، ان چار منصوبہ بندیوں کا مطلب ہے کہ ہمارے محکمہ جات کے ہر منصوبے میں یہ چار بنیادی خدوخال ہوتے ہیں۔ ہمارے صوبے میں ہوتا کیا

ہے کہ ہم روایتی انداز میں جناب سپیکر! اور جناب سی ایم صاحب! میں خصوصی آپ سے گزارش کروں گا، اس شعبے میں ہم آج تک روایتی انداز میں جا رہے ہیں، ہمارا صوبہ خیبر پختونخوا میں زمینی لحاظ سے بہت بڑی Biodiversity پائی جاتی ہے، ظاہر ہے کہ ڈی آئی خان میں جو منصوبہ بنتا وہ کوہستان میں نہیں بن سکتا ہے، کوہستان کی اپنی Requirements ہیں، پشاور میں جو منصوبہ بنتا ہے، وہ کوہستان میں یا ملاکنڈ میں نہیں بن سکتا ہے اس لحاظ سے ایک یونیفارم طریقے سے ہر سال منصوبہ بندی کی جاتی ہے کہ ڈی آئی خان میں ڈگ ویل کی ضرورت ہے تو ہمارے منصوبہ ساز جو ہمارے سیکرٹریز صاحبان ہیں، وہ کوہستان کیلئے اسی منصوبے کو رکھتے ہیں جو کہ وہاں بن نہیں سکتا، فزیبل نہیں ہے، اسلئے میں گزارش کروں گا کہ اس منصوبہ بندی کے حوالے سے پورے خیبر پختونخوا کے کیس کو ہر سال Revise کیا جائے، کوہستان میں جو منصوبہ بنتا ہے، کوہستان میں اس کی Requirements ہیں، کوہستان میں اس کیلئے Allocation دی جائے پشاور کی یہ Requirement ہے، پشاور کیلئے ظاہر بات ہے کہ پشاور سے میری اگر Requirement match نہیں کرتی، مطابقت نہیں رکھتی ہے، کوئی لازمی نہیں ہے کہ مجھے ہر سال ڈگ ویل اور ٹیوب ویل دیئے جائیں کیونکہ کوہستان میں بن نہیں سکتے، اس لحاظ سے اس کے سٹرکچر پر میں سی ایم صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس بات کو دیکھا جائے کہ جہاں پہ جو منصوبہ جس علاقے کی ضرورت ہے، Requirement ہے اس بنیاد پر اس کی تشکیل کی جائے، یہی میں پورے ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور میں اپنی کٹ موشن کو Withdraw کرتا ہوں جناب سپیکر۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ۔ نیکسٹ، میڈم آمنہ، آمنہ سردار، آمنہ سردار۔

<u>محترمہ آمنہ سردار:</u> شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر صاحب! پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے اوپر کافی بات ہو چکی، بہت ساری ایسی باتیں تھیں جو ہم بھی کرنا چاہ رہے تھے، میں Repetition میں نہیں جاؤں گی۔ سی پیک کے آنے کی وجہ سے ان کے اوپر مزید ذمہ داری عائد ہو گئی ہے کہ اس قسم کے منصوبوں کو یہ پروموٹ کریں، میری ایک Suggestion تھی اپنی بجٹ سپیچ میں کہ یوتھ کیلئے Skill center بھی میرا خیال ہے فنانس منسٹر صاحب نے اس کا مجھے جواب بھی دیا ہے، اس کو اگر ہم فوکس کریں اور Skill کیلئے ہم اقدامات کریں کہ سی پیک کیلئے ہم Skilled لوگوں کو متعارف کرائیں تو اس کیلئے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ

ایک بہت اچھا فورم ہو گا اس کو دیکھنے کیلئے۔ دوسری بات میں کرنا چاہوں گی Statistics کی، میری گزارش یہ ہے کہ جب یہ اپنے Statistics دے رہے ہوتے ہیں تو یہ اتنی Carefully دیں Because پورا پاکستان ان کے Statistics کے اوپر چل رہا ہوتا ہے کہ اگر کوئی کے پی سے لینا چاہ رہا ہوتا ہے تو اس کیلئے ہمیں ان کو چاہیئے کہ Up to date کرتے رہنا چاہیئے ان کو اور جو بھی Statistics ہیں ان کو صحیح ہونا چاہیئے ان کا، Correction اس میں ہونی چاہیئے، تھینک یو ویری مچ۔

جناب سپیکر: شکریہ، شکریہ جناب خلیق صاحب، خلیق صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ۔ جناب سپیکر! معزز ممبران کی طرف سے جو Suggestions آئی ہیں اور جو کوسچنز آئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی کافی چیزیں جائز بھی ہیں اور Suggestions دیکھتے ہوئے اس پہ سوچا بھی جا سکتا ہے اور 2013 کے بعد جب سے ہماری حکومت آئی ہے، پی اینڈ ڈی کے حوالے بڑے مسائل تھے اور خاص کر یوٹیلائزیشن کا مسئلہ تھا، اس وقت ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے خود مطلب یہ منسٹری بھی اپنے پاس رکھی اور اس کیلئے پلاننگ کی اور ایک اچھی ٹیم لے کر آئے اور اس کے بعد جو سکیمز کی Delaying مختلف طریقے سے ہوتی تھی وہ Delays ختم ہوئیں اور ایک صحیح طریقے سے سسٹم چلا۔ پھر اگر آپ 2012-13 کی Allocation دیکھیں، ہماری جو لوکل سکیمز اور اس کیلئے 2012-13 میں تقریباً کوئی 97 بلین کی مطلب ہماری اے ڈی پی تھی اور اس میں جو Local component تھا وہ تقریباً کوئی 60، 65 تھا اور باقی فارن ایڈ تھا اس وقت جو ہے موجودہ یہ پوزیشن کہ 125 بلین تک ہمارا جو ہے صرف لوکل چلا گیا ہے اور ساتھ فارن چلا گیا ہے تقریباً کوئی 82 بلین تک تو یہ ہے کہ ڈیمانڈ بھی زیادہ ہے، اس کے مطابق ہم نے کوشش کی ہے کہ ایک بجٹ بنایا جائے اور یہ اے ڈی پی بنائی جائے اور اس میں زیادہ Role ڈیپارٹمنٹس کا ہی ہوتا ہے، وہ ڈیپارٹمنٹس سکیمیں لے کر آتی ہیں اور اس کی Final approval پھر وزیر اعلیٰ صاحب دیتے ہیں۔ تو اس کے علاوہ پی اینڈ ڈی نے جو ابھی چائنا میں Road show کیا، بہترین Road show کیا، آپ نے دیکھا ہو گا MoUs سائن ہوئے ہیں کافی زیادہ، اس کے علاوہ ہماری جو ایم اینڈ ای وہ جو رپورٹس بناتی ہے، اس پہ بھی مطلب کافی کام ہوا ہے اور اس پر کارروائی ہو رہی ہے، اس کا بھی ایک اچھا رسپانس آیا

ہے اور اچھا واضح فرق آیا ہے۔ اس سال اے ڈی پی میں جو پراجیکٹس تھے اور تقریباً ہم نے اس سال Nineteen PDWP کی میٹنگز ہوئی ہیں اور اس میں تقریباً کوئی 390 projects منظور کیے گئے ہیں اور جو اگلا سال آرہا ہے اسکے لئے ہم نے ایک کوشش یہ کی ہے کہ ہم Ongoing projects میں پیسے زیادہ ڈالیں کوئی 80% تک جو ہے ہم نے Ongoing کیلئے رکھے ہیں اور 20% ہم نے نیو پراجیکٹس کیلئے رکھے ہیں۔ تو اس کے علاوہ مختلف قسم کے یہاں پہ فارن مطلب این جی اوز کام کرتے تھے، ان کا کوئی ریکارڈ نہیں تھا، اس کیلئے ہم نے ایک کام کیا ہے اور اس کو ہم نے Streamline کیا ہے اور اس کو اے ڈی پی میں شامل کیا ہے، یہ ایک Achievement ہماری ہے اور Bureau of Statistics ایک Excercise کر رہا ہے، ایم آئی سی ایس سروے کر رہا ہے اور ان شاءاللہ اس کا بھی ستمبر تک ہم باقاعدہ سارا مطلب ہے کہ اناؤنس کرلیں گے جو سروے ہوگا۔ میری تو یہ ریکویسٹ ہے اپنے معزز ممبران سے کیونکہ ہر سال یہی ہوتا ہے کہ ان کی طرف سے مختلف قسم کے پوائنٹس اٹھائے جاتے ہیں، درمیان میں ہمیشہ ہم یہی کہتے ہیں کہ سال میں بیٹھیں گے اور جو جو آپ کی Suggestions ہیں، ان کو دیکھیں گے لیکن پھر بعد میں سب بھول جاتے ہیں، بس ایک بجٹ تک سب کو یاد رہتا ہے۔ میری یہی گزارش ہے کہ ہمارے جتنے بھی مشران ہیں، ہمارے ایم پی ایز صاحبان ہیں، یہ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھیں، جدھر جدھر ہم سے غلطیاں ہو رہی ہیں، ہم اس کو ٹھیک کریں گے ان شاءاللہ اور آنے والے وقت کیلئے مطلب اپنے صوبے کیلئے ان شاءاللہ بہتر کریں گے، بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی میرے خیال میں انہوں نے ریکویسٹ کی ہے۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: آپ Withdraw کرتے ہیں کہ نہیں؟

جناب جعفر شاہ: یو خبرہ کومہ بیا Withdraw کوم۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب جعفر شاہ: تھینک یو سپیکر صاحب! میری گزارش ہوگی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے تو Withdraw کی تھی، آپ نے Withdraw کی تھی۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: سپیکر صاحب! بس یوہ خبرہ کوم۔

جناب سپیکر: اوکے، اوکے، چلو ایک بات، یہ اس کے بعد آپ کرلیں گے۔

جناب جعفر شاہ: میاں صاحب! میاں صاحب! دې سی ډی ایل ډی په حوالې سره ما عرض کړے وو چې CDLD billions of rupees they are spending، پکار ده جی چې منتخب نمائندګان د ملاکنډ ډویژن هغوی په اعتماد کښې اخلی، They are totally ignoring them, so زه به د دغه یقین دهانی غواړمه د منسټر صاحب نه، پارلیمانی سیکرټری صاحب چې دا یقین دهانی ما ته راکړی، زه به واپس واخلم۔

جناب سپیکر: جی صاحبزادہ ثناءاللہ صاحب۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: شکریه جناب سپیکر صاحب! زه جی دا خبره کوم، جعفر شاه صاحب هم خبره اوکړه زه د دیر په حواله خبره کومه چې زه په دیر کښې په دې یوه خبره۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس کے بعد آئی ٹی کا ہے نا، ان شاءاللہ اس کے بعد آئی ٹی کا کریں گے نا، کچھ کام تو نکالیں گے۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: چې ما ته د دا ایډوائزر صاحب دا خبره وضاحت اوکړی چې په دیر کښې دا سی ډی ایل ډی د پی اینډ ډی ماتحت ده او که دا د لوکل باډیز ده؟ ځکه چې په تیر شوی ځل باندې محترم عنایت الله خان صاحب ناست دے، د ضلعې افسران د سی ډی ایل ډی په حواله باندې دوئ راغوښتلی وو او دا خبره ئے ورته کړې وه چې که په دې سکیمونو کښې وی، دا چونکه زما حکومت دے او زما سکیمونه دی او زه فنډنګ کوم، زه پیسې ورکوم، که د بلې پارټۍ سکیم وی، لکه د علاقې د بل چا سکیم مې پکښې اولیدلو نو ګوره خیر به ئے نه وی، نو عنایت الله او دا منسټر صاحب د دا ما ته دا وضاحت اوکړی چې دا د کومې محکمې ماتحت ده؟

جناب سپیکر: جی جی، ایک منٹ، یہ وضاحت کرلیں، عنایت خان وضاحت کرلیں، جی۔

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: CDLD Basically European Funded Project ہے، اس میں حکومتی شیئر بھی شامل ہے اور EU کا شیئر ہے اور گرانٹ کے فارم میں ہے اور یہ

ملاکنڈ ڈویژن کے چھ اضلاع میں ہے اور ہم نے ابھی ابھی وزیر اعلیٰ صاحب سے سمری Approve کی ہے، اس میں ہم بونیر کو بھی Include کر رہے ہیں، چھ ضلعوں کو مزید Include کر رہے ہیں اور 2022 تک یہ پراجیکٹ چلے گا۔ اس میں رفتہ رفتہ حکومتی شیئر آگے بڑھے گا اور ڈونر شیئر کم ہوتا جائے گا۔ یہ Basically لوکل گورنمنٹ کا پراجیکٹ ہے، پہلے پارک تھا فنانس میں، اب Fully Local Government کے اندر پارک ہے، تو یہ میں نے جواب دے دیا، آگے جو ثناءاللہ صاحب نے بات کی، وہ سیاسی بات ہے تو اس میں کچھ میں نہیں کہنا چاہتا۔

جناب سپیکر: جی سردار حسین صاحب۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! میں اسی پر بھی بات کرنا چاہوں گا اور میں ذرا ہاؤس کو بھی یاد دلاؤں گا کہ ملاکنڈ ڈویژن میں عنایت اللہ خان کی توجہ ذرا چاہیئے، عنایت اللہ خان کی، اور میں Agree کرتا ہوں ثناء اللہ صاحب سے اور جعفر شاہ صاحب سے، ملاکنڈ ڈویژن میں ایم ایم اے کے دور میں ایم آر ڈی پی ایک پراجیکٹ تھا، ایم آر ڈی پی ملاکنڈ رورل ڈیویلپمنٹ پراجیکٹ، وہ بھی جماعت اسلامی کی سیاسی مداخلت سے چلا گیا تھا ملاکنڈ ڈویژن سے، تو اس بات میں کوئی شک نہیں ہے، میرے خیال میں جو پی اینڈ ڈی کے منسٹر صاحب ہیں یا جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہیں، ان کو Own کرنا ہو گا، اب اس طرح تو نہیں ہے کہ ایک پراجیکٹ بونیر میں کام کرتا ہے، جماعت اسلامی کا ایک منسٹر اس کو کہے گا کہ اس کمیونٹی کے ہاتھ کام کرو، اس کے ہاتھ کام مت کرو، یہ سلسلہ جاری ہے اسی لئے حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں کہ ٹریک ریکارڈ آپ اٹھائیں، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ سے ایم آر ڈی پی یہ پراجیکٹ اگر چلا گیا ہے، یہ Foreign funded تھا، Aid تھا، ایک Foreign aid تھا اور اربوں روپیہ آیا تھا ملاکنڈ ڈویژن کی ترقی کیلئے، لیکن وہ اگر ملاکنڈ ڈویژن سے گیا ہے، جماعت اسلامی کی سیاسی مداخلت سے گیا ہے اور میں یہ بھی بتاؤں کہ جماعت اسلامی کو ملاکنڈ ڈویژن میں یہ جو Foreign projects تھے، وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی نوٹس لینا چاہیئے، وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی نوٹس لینا چاہیئے Otherwise پھر ہمارے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں رہے گا، مائنس جماعت اسلامی جتنی پارٹیاں ہیں بشمول پی ٹی آئی، ہم ایک نیا جرگہ منعقد کریں گے اور پھر اجازت نہیں دیں گے کام کرنے کا، میں کھلے عام کہتا ہوں کہ مائنس جماعت اسلامی پھر ملاکنڈ ڈویژن میں لویہ جرگہ منعقد

کریں گے، اگر یہ پراجیکٹ آیا ہے، بالکل جماعت اسلامی کے جہاں پہ ایم پی ایز ہیں وہاں ان کے زیر اثر کام کرے لیکن جہاں پہ باقی پارٹیوں کے لوگ ہیں وہاں پہ جماعت اسلامی کا کیا کام ہے؟ لہذا میں وارننگ بھی نہیں دے رہا ہوں اور میں چیلنج بھی نہیں دے رہا لیکن میں خبردار ضرور کر رہا ہوں کہ جماعت اسلامی اپنی اس حرکت سے باز رہے، ایک دفعہ ایک Foreign funded scheme جو ہے، پراجیکٹ جو ہے وہ جماعت اسلامی کی مداخلت سے باہر گیا ہے، دوسری دفعہ اس طرح نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر: جی عنایت خان! عنایت خان۔

سینیئر وزیر (بلدیات): یہ ملاکنڈ رورل ڈیویلپمنٹ پروگرام ہے وہ جماعت اسلامی کی وجہ سے بالکل نہیں گیا، وہ جماعت اسلامی کے دور سے پہلے شروع ہوا تھا، وہ Mature ہوا تھا، اس میں کام ہوا ہے، ڈیویلپمنٹ ہوئی ہے، ہمارے بعد بھی جاری رہا، یہ نامناسب رویہ ہے کسی پارٹی کے حوالے سے اور ان کو اسلئے پتہ نہیں ہے کہ ان کی بونیر کے اندر اس پراجیکٹ کی Activities سرے سے ہیں ہی نہیں، یہ اس ایریا کے اندر رہے ہی نہیں، ان کے ساتھ معلومات کی کمی ہے، جماعت اسلامی کے پاکٹس صرف اپر اور لوئر دیر کے اندر ہے، چترال کے اندر، شانگلہ کے اندر، ملاکنڈ کے اندر، سوات کے اندر اس کا اپنا ایک پروسیجر ہے، ڈپٹی کمشنر اس کا ہیڈ ہے، جماعت اسلامی کا امیر اس کا ہیڈ نہیں ہے، کوئی Elected representative نہیں ہے۔ یہ سارے سی بی اوز سے اخبار کے اندر اشتہار دے دیتے ہیں اور اخبار کا جب اشتہار دیتے ہیں تو سارے سی بی اوز اس کو Apply کرتے ہیں اور اس میں جتنے بھی رجسٹرڈ سی بی اوز ہیں سوشل ویلفیئر کے ساتھ یا ڈپٹی کمشنر کے آفس کے ساتھ، وہ سارے اس میں Apply کرتے ہیں اور پھر یہاں EU کا ایک نمائندہ بیٹھا ہوتا ہے، پشاور کے اندر ان کا کنسلٹنٹ ہے، وہ اس ساری چیز کو Monitor کرتا ہے، اس کا ایک کوآرڈینیٹر ہے، اس کی اپنی Progress review meetings ہوتی ہیں۔ میں ان کو بتاؤں کہ میں نہ ہوتا تو یہ پراجیکٹ Pipeline میں آتا بھی نہ، میں آپ کو بتاؤں اس پراجیکٹ کو لوگ Kill کر رہے تھے، جب ہم آگئے تو یہ پراجیکٹ اس قسم کا تھا کہ یہاں سوات کے اندر اس کی جو پہلی Inception report ہو رہی تھی، جو پہلی Inception report اس کی ہو رہی تھی تو اس وجہ سے انکار کیا گیا کہ EU نے اس Inception report workshop کیلئے پیسے نہیں دیئے ہیں، اسلئے صوبائی حکومت نہیں دینا چاہتی ہے اور ہم نے وہ

کمشنر کے جرگہ ہال میں منعقد کرکے اس وقت سے آغاز کیا۔ میں نے اس پراجیکٹ کو Push کیا ہے اور یہ پراجیکٹ بالکل میرٹ کے اوپر چل رہا ہے اور مجھے بھی سچی بات یہ ہے کہ میرے اپنے گاؤں کے اندر جس سی بی او نے کام کیا ہے وہ میرے سیاسی مخالف کا سی بی او ہے، میں اس کو نہیں رکوا سکتا، میرے اپنے گاؤں کے اندر، میں بتاؤں میرے اپنے ضلع کے اندر، میں آپ کو بتاؤں، میرے اپنے ضلع کے اندر، میرے اپنے گاؤں کے اندر، میری اپنی تحصیل کے اندر ایسے سی بی اوز ہیں کہ جن کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: چیف منسٹر صاحب، چیف منسٹر صاحب! (شور) چیف منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں، چیف منسٹر صاحب۔ (شور) یہ چیف منسٹر صاحب بات کرنا چاہتا ہے، یہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب بات، چیف منسٹر صاحب، چیف منسٹر صاحب بات کریں۔

جناب وزیر اعلیٰ: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب وزیر اعلیٰ: حل نکال لیتے ہیں نا۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب وزیر اعلیٰ: اس سے کیا جگڑے ڈالنے ہیں؟ حل نکالتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ مجھے خود اس پروگرام کا اتنا نہیں پتہ تھا کیونکہ لوکل گورنمنٹ کر رہا تھا پھر پتہ چلا کہ یہ کسی کے انڈر کام نہیں کرتا، کوئی اس کو کنٹرول نہیں کرتا ہے، As a NGO type یہ سسٹم چلایا ہوا تھا، ابھی ہم نے اس پہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ بغیر گورنمنٹ کے Consultation کے آگے نہیں جائیں گے کیونکہ صرف آپ نہیں، ہم سب کیلئے مصیبت ہے، جھگڑے پیدا ہوں گے، پسند ناپسند ہو رہا ہے، تو وہ ابھی ہم نے اس کی سمری کیبنٹ سے بھی Approve کر دی ہے۔ جس ضلع میں یہ کام ہو رہا ہو میں آپ سب کو ریکویسٹ کرتا ہوں کہ آپ ضرور آئیں، لوکل گورنمنٹ کے منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، میرے ساتھ بیٹھیں، آپ کی Consultation کے بغیر میں نے یہاں تک کہہ دیا کہ یہ اگر یہ Elected لوگوں کی Consultation نہیں ہو گی تو یہ فارغ کریں، ہمارے صوبے میں کام ہی نہ کریں، میں اس حد تک گیا ہوں (تالیاں) تو آپ سب سے جس

جس ضلع میں کام ہو رہا ہے، جو ایم پی ایز ہیں پلیز، آپ جب بھی کہیں میرے سے ٹائم لے لیا کریں اور لوکل گورنمنٹ منسٹر صاحب بیٹھ جائیں گے اور With consultation سارا کچھ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی جی، دیکھیں چیف منسٹر صاحب نے جواب دے دیا ہے (شور) بخت بیدار صاحب! ابھی۔۔۔۔۔

جناب وزیر اعلیٰ: ابھی تک میں یہی کہہ رہا ہوں، ابھی تک خود بخود ہو رہا ہے، کسی کو خبر نہیں ابھی تک کیونکہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی بخت بیدار صاحب، بخت بیدار صاحب۔

جناب بخت بیدار: شکریه جناب سپیکر صاحب! مونږ دا عرض کوؤ چې دا چې څنګه چیف منسټر صاحب خبره اوکړه دا دې د دوئ او د پی اینډ ډی د لاندې د وی، دا مطلب دا دے چې دې ځائې کښې چې کوم دے نو دا صوبائی حکومت د دوئ سره مطلب دا دې چې پیسې پکښې ورکوی، زمونږ پیسې پکښې د دې اے ډی پی استعمالیږی، لهذا مونږ دا عرض کوؤ چې دا د دپی اینډ ډی لاندې وی د بل چا لاندې نه وی یو خبره، یو خبره، دویمه خبره دا چې دې سکیم ته د د یو سیاسی پارټئ بورډ نه لګی، ټولو لکه څنګه چې بابک څه اووئیل په دې وجه دا یو اين ډی پی والا به دا سکیم زمونږ نه اوړی، دوئ ورته خپل بورډونه لګوی، جماعت اسلامی والا، لهذا زمونږ درخواست دا دے زما حلقه کښې لهذا دا کار د نه کیږی۔ مهربانی۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی جی، آپ نے بات کی ہے آپ نے (شور) جی جی، عنایت خان، بس یہ انہوں نے بات کی ہے۔

سینیئر وزیر (بلدیات): میں نے ان کے جو Concerns ہیں، وہ میرے بھی تھے، میرے بھی ہیں، سچی بات یہ ہے اور میری ان کے ساتھ میٹنگ ہوئی ہے، دو تین Decisions ہوئے ہیں، ایک یہ کہ جو بورڈ لگے گا وہ حکومت خیبر پختونخوا کا لگے گا، یہ اس پہ فیصلہ ہوا ہے کہ بورڈ لگے گا تو حکومت خیبر پختونخوا کا نام ہو گا اس بورڈ کے اوپر، کسی پارٹی کا، کسی پارٹی کا Logo نہیں ہو گا، یہ فیصلہ باقاعدہ ہوا ہے۔ دوسرا یہ ہوا ہے کہ

اس کا افتتاح کریں گے، اس سے پہلے ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کرتی تھی، Elected representatives
ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ Elected representative اس کا افتتاح کریں گے۔ تیسرا۔۔۔۔۔

(شور)

اراکین: ایم پی اے، ایم پی اے۔

سینیئر وزیر (بلدیات): نہیں، دیکھیں اس کے اندر وہ، اس کے اندر پھر امنڈمنٹ کرنا پڑے گی، اس کے اندر پھر امنڈمنٹ کرنا پڑے گی، اس کے اندر پھر امنڈمنٹ کرنا پڑے گی، آپ صرف ایم پی اے کا نام ڈالیں گے تو اس کے اندر امنڈمنٹ کرنا Elected representative کا نام ڈالا گیا ہے کہ Elected representative دیکھیں یہ، یہ تو اس طرح ہو سکتا ہے پھر چیف منسٹر اس کو، چیف منسٹر نہیں، اس طرح تو نہیں چلے گا، یہ ایسے نہیں ہوگا۔ (شور) Donor funded project ہے (مداخلت)

نہ نہ داسې نشی کیدے کنہ، سوال نہ پیدا کیږی (شور) اس میں امنڈمنٹ ہوگی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: چیف منسٹر صاحب۔

جناب وزیر اعلیٰ: دیکھیں، اگر میں کہوں کہ ایسا نہیں چلے گا، یہ شور سے نہیں چلے گا، آپ بات کریں، ہمیں Convince کریں، مجھے Convince کریں، میں ہمیشہ Support کرتا ہوں لیکن اس طرح نہیں کہ چیخ، نعرے مارو گے، میں کہوں گا نہیں کرتا، چلو، بیٹھ جاؤں گا، مطلب اس طرح نہیں چلے گا، آپ بولیں میں آپ کو Support کر رہا ہوں، ہم نے آپ کیلئے یہ کیبنٹ سے Approve کیا ہے، وہ ہماری بات سن نہیں رہے تھے، مان نہیں رہے تھے، اس میں اگر یہ انہوں نے کہا کہ Elected representative کو اس میں ڈال دیں گے کہ صوبے کے Elected representative، ٹھیک ہے صوبے کے Elected representative اس کو کریں، (تالیاں) وہ کر لیں، کوئی مسئلہ نہیں، تو میں کہتا ہوں شور سے کچھ نہیں ہوگا، ہم بھائی ہیں سارے، ایک دوست ہیں، یار اکٹھے کام کریں گے۔

جناب سپیکر: جی ابھی تو اس میں وہ کریں، سارے اپنی کٹ موشنز واپس لے لیں تاکہ ہم چھٹی کر لیں، ٹھیک ہے جی، Ji, all cut motions withdrawn؟

(Interruption)

Mr. Speaker: Since all the honourable Members have withdrawn their cut motions on Demand No. 5, therefore, the question before the House is that Demand No. 5 may be granted? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. Demand is granted, sorry Demand No. 4, read Demand No. 4 instead of Demand No. 5.

جناب سپیکر: ان شاء اللہ سبا به دوه بجې اجلاس شروع کوؤ، مهربانی به کوئ چې سبا که خیر وی نو چې Maximum دغه به کوؤ او بیا سبا به دا پوره خلاصوؤ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(اجلاس بروز بدھ مورخہ 14 جون 2017ء بعداز دوپہر دو بجے تک کیلئے ملتوی ہوگیا)